بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر قادیان

جلد ۱۸ — شمارہ ۱۶

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

Regd. No. P. 61

بحرام کو وقت تو نزدیک رسید
وپائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے
ممالک غیر ۱۵ روپے
فی پرچہ ۲۰ نئے پیسے

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۵ ؍ شہادت (اپریل)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۰؍ شہادت کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ۔

● حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشان کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۱۵ ؍ شہادت۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ ۔

۲۹ محرم ۱۳۸۹ھ — ۱۷ ؍ شہادت ۱۳۴۸ ہش — ۱۷ ؍ اپریل ۱۹۶۹ء

ورتمان یگ کا اوتار

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن دہلی

یدا یدا ہی دھرمسیہ گلانر بھوتی بھارت
ابھیتھانم ادھرمسیہ تداتمانم سرجامیہم
(گیتا)

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں جب بھی گمراہی پھیلی ہے، ادھرم کی وردھی ہوتی ہے لوگ دھرم کو چھوڑ کر پاپوں میں مگن ہو جاتے ہیں، اس وقت پرماتما کسی مہاپرش کو بھیج کر جنتا کی راہنمائی کرتا ہے۔ یوگیراج شری کرشن جی نے گیتا میں یہی اپدیش دیا ہے۔ جو شلوک ہم نے اپنے مضمون کے ابتدا میں لکھا ہے اس میں کرشن جی مہاراج فرماتے ہیں کہ جب بھی دھرم کو زوال اور ادھرم (بے دینی) کو ترقی ہوتی ہے تب تب میں ظاہر ہوتا ہوں۔

موجودہ زمانہ پر جب نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ گناہ اور فسق و فجور کی وہ زیادتی ہو چکی ہے کہ اس سے پہلے نہ تھی۔

ویدک دھرم شاستروں میں لکھا ہے کہ اس سنسار میں ایک ایسا بھیانک سمے آنے والا ہے جب کہ گناہوں سے زمین کانپ اٹھے گی۔ اس سمے کو شاستروں میں کل جگ کا نام دیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ اس خطرناک وقت میں کلکی اوتار جلوہ گر ہو کر ان کی راہنمائی کریں گے۔

چنانچہ مہا بھارت میں لکھا ہے:۔
"جس وقت کل جگ آ گیا۔ سمجھ لیجئے کہ دنیا کی ہوا پلٹ گئی۔ وہ پاپ، وہ وہ گناہ ہوں گے کہ زمین کانپ اٹھے گی۔ لڑکے والدین کو بیوقوف سمجھیں گے۔ رضائی جوئی و فرمانبرداری کیسی۔ عورتیں لڑائی جھگڑے بکھیڑے سے خاوندوں کے ناک میں دم رکھیں گی۔ پوجا پاٹ۔ دھرم کرم جڑ پاؤں سے کٹ جائیں گے۔ لوگ ادھرم کریں گے۔ دھرم کو فضول اور واہیات سمجھیں گے جب اس طرح دھرم کا پیالہ چھلکنے کو ہوگا تو بھگوان کو تکلیف کرنا پڑے گی کہ کلکی اوتار میں جلوہ دکھائیں گے۔ پاپ کی ناؤ ڈبوئیں گے۔ دھرم کی بیل ہری بھری ہوگی"۔
(مہابھارت۔ ادھیائے نمبر ۱۹۰ صفحہ ۶۸۱)

آج دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے کیا وہ مہابھارت کے مذکورہ مضمون کی تصدیق نہیں؟ جدھر نگاہ ڈالو ادھر پاپ ہی پاپ نظر آ رہا ہے۔ اور دھرم کو چھوڑ کر لوگ ادھرم، پاپ اور ظلم میں لین ہو چکے ہیں۔ اور لوگ، آہ و پکار کر رہے ہیں کہ یہی وقت ہے جب کرشن جی مہاراج یا کلکی اوتار کو آنا چاہیئے۔ طوالت سے بچتے ہوئے صرف دو حوالے لکھے جاتے ہیں:۔

اخبار ویر بھارت لکھتا ہے:۔
"بھگوان اگر آپ کا یہ فرمان سچ ہے تو کیا دھرم کی گلانی میں کوئی شک ہے۔ آج آپ کے بھگت اور سادھو بھاؤ لوگ جس قدر دکھی ہیں شاید ہی کبھی ہوئے ہوں ...... سیدھے سبھاؤ بے بس۔ بے کس اور بے زر کا کوئی والی نہیں۔ وارث نہیں۔ وہ بری طرح بھوک۔ بیماری اور ذلت کا شکار ہو رہے ہیں۔ مگر جو لوگ جابر۔ مکر و فریب میں ماہر۔ دھن دولت کے مالک ہیں ان کی چاندی ہی چاندی ہے۔ یہاں نیکی کو کوئی نہیں پوچھتا۔ بدی کا بول بالا ہے رشوت ستانی۔ بلیک مارکیٹ اور کنبہ پروری کا زور ہے۔ دھرم کا نام ہے نہ ادھرم کے کام کئے جاتے ہیں مگر کوئی پوچھنے والا نہیں، مجرموں کو کوئی ڈنڈ نہیں دیتا۔ ڈنڈ ملتا ہے تو ان لوگوں کو جو بے گناہ اور بے قصور ہوتے ہیں۔ قصوروار بدستور دندناتے پھرتے ہیں بھگوان تیری اس دنیا میں ہمیں تو چاروں طرف اندھکار ہی اندھکار دکھائی دیتا ہے۔ ہر طرف دھرم کی ہانی اور دھرم کی گلانی نظر آتی ہے مگر اس کے باوجود تم نہیں آتے آخر کیوں ــــــ؟"
(ویر بھارت۔ کرشن نمبر ۱۹۵۰ء)

اخبار تیج دہلی لکھتا ہے:۔
"بیسویں صدی میں سوشل زوال اور پولیٹیکل گراوٹ انتہائی حالت کو پہنچ گیا۔ اگر بھگوت گیتا میں بھگوان کا وعدہ سچا ہے تو اوتار کی ضرورت سب سے زیادہ آجکل ہے اس لئے بھگوان کرشن آؤ۔ جنم لو۔ دنیا سے ناپاکی دور کرو۔ دھرم پھیلاؤ۔ مستحق کو اس کے استحقاق دو۔ غصابوں سے دنیا کو پاک کرو اور یہ وعدہ پورا کرو۔
چوں بنیاد دیں سست گردد ہمے
نمائم خود را بشکلے کسے!!"
(اخبار تیج دہلی ۱۸؍ اگست ۱۹۳۰ء)

پس ہمارے نزدیک کل جگ آ چکا۔ اور اس کی نشانیاں بھی پوری ہو چکی ہیں۔ اور لوگوں کی آہ و زاری بھی اس بات کی شہادت دے رہی ہے کہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں کرشن اوتار یا کلکی اوتار کا آنا ضروری ہے۔

چنانچہ اس کل جگ کا اوتار۔ اس زمانے کا ہادی و راہنما۔ دھرم کی ستھاپنا کرنے والا کرشن ثانی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جملہ اقوام کی ہدایت و راہنمائی کے لئے عین وقت پر مبعوث فرمایا۔ اور اس لحاظ سے کہ آپ نے مسلمانوں کی ہدایت کا سامان کیا آپ مہدی تھے۔ اور اس لحاظ سے کہ آپ نے عیسائیوں کو صحیح راستہ بتایا آپ مسیح تھے۔ اور اس لحاظ سے کہ آپ نے ہندو بھائیوں کو ست مارگ دکھایا آپ ورتمان یگ کے کلکی اوتار اور یوگیراج شری کرشن جی کے مثیل تھے۔ چنانچہ آپ خود اپنا دعویٰ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:۔

"جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کو دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۰)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۷ شہادت ۱۳۴۸ ہش

تبلیغِ اسلام کا فریضہ۔ اور مسلمان

(۳)

اسلام کی کامیاب تبلیغ کے سلسلہ میں مقدم امر مبلغ کا خود کامل یقین پر قائم ہونا ہے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مبلغِ اعظم تھے۔ اپنے مشن کے بارے میں جو کامل یقین آپ کو حاصل تھا وہ قرآن کریم کے اس اعلان سے ظاہر ہے جس میں فرمایا ہے:۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (الرعد ۱۲)

میں اور جو کوئی حقیقی طور پر میرا متبع ہے اسلام پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہو کر پورے یقین کے ساتھ دنیا کو اس کی دعوت دیتے ہیں۔ پس جب تک مبلغ کے اپنے دل میں اسی طرح کا کامل یقین اور پختہ ایمان نہ ہو، اس وقت تک نہ دل میں جرأت اور دلیری پیدا ہوتی ہے اور نہ زبان سے کوئی پُر اثر بات نکل سکتی ہے۔ اور یہی وہ جوہرِ اعظم ہے جس سے اس زمانہ کے مسلمان کا دل خالی ہے۔ اگر مسلمان کا دل نورِ ایمان اور دولتِ یقین سے پُر ہوتا تو وہ کبھی بھی اسلام پر نہ تو خود معترض ہوتا اور نہ اس کی تعلیمات کے بارے میں متردد نظر آتا —!!

اس وقت ہمارے سامنے اخبار المنبر لائلپور کا ۲۱ مارچ ۶۹ء کا پرچہ ہے اس میں ۱۷ اپریل کو ملائیشیا میں منعقد ہونے والی "اسلامی کانفرنس" کے سلسلہ میں بشیر حسین جعفری ایم اے صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ مذہبی پہلو سے اسی کانفرنس کو کن مسائل کا سامنا ہے؟ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے مضمون نگار لکھتے ہیں:۔

"— آجکل اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ پہلے دور کے عیسائی، یہودی، ہندو، اور دوسرے مذاہب اعتراض کیا کرتے تھے۔ لیکن اب مسلمان خود اپنے مذہب پر اعتراضات کرتے ہیں۔ اور اعتراضات میں نمایاں چیزیں یہ ہیں:۔

۱۔ مسلمانوں کی نماز ایک نہیں ہے ۲۔ روزہ ایک نہیں ہے ۳۔ حج ایک نہیں ہے۔ ۴۔ جہاد ایک نہیں ہے۔ ۵۔ زکوٰۃ ایک نہیں ہے۔ ان تمام بنیادی مذہبی معاملات کا طریق اور فلسفہ مختلف کیوں ہے؟ جب نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ نے جس دین کی بنیاد اللہ کے حکم سے رکھی تھی۔ وہ ایک تھا۔ اب ہر ملک میں مسلمانوں کے کئی کئی فرقے ہیں۔ اور ہر فرقہ دوسرے کی تکذیب کرتا ہے۔ علماء کرام اپنی تقاریر اور تحریرات میں دوسرے فرقوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ اور ایک عام آدمی کے لئے یہ فیصلہ انتہائی مشکل ہو جاتا ہے کہ اُسے کیا کرنا چاہیئے۔ کس کی بات مانے کس کی رد کرے — ہر فرقہ اور ہر عالم دین قرآن اور حدیث ہی کا حوالہ دیتا ہے۔ مختلف فرقوں اور خصوصاً علماء کی آویزش اور کردار سے لکھے پڑھے لوگ سخت نالاں اور پریشان ہیں۔" (المنبر لائلپور ۲۱/۳/۶۹ صفحہ ۹)

جب عام مسلمان سے لیکر "علماء" تک کا یہ حال ہے تو ذرا غور کیجئے اب بھی کسی حکم و عدل کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور "علماء" کے مذہبی تنازعات، کا خاتمہ ہو کر اسلام کی کوئی ٹھوس خدمت عمل میں آسکے یا نہ؟ یقین جانئے! ایسے جملہ تنازعات۔ مذہبی آویزشوں اور اختلافات کے صحیح فیصلہ جات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے مطابق حکم و عدل ہی کے کرنے کے ہیں اگر آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت ہے۔ (اور کون مسلمان ہے جسے اس بات کا دعویٰ نہیں) تو تھوڑی دیر کے لئے حدیث شریف میں مذکور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب ذیل مبارک الفاظ پر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کیجئے۔ حضور تمام مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:۔

"کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً"

اے مسلمانو! تمہاری حالت کیسی قابلِ رحم ہوگی جب مسیح موعود تم میں حکم و عدل بن کر نازل ہوں گے۔ دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ ایک ہی فقرہ میں مسلمانوں کی موجودہ قابلِ افسوس حالت کا کیسا کامل اور واضح نقشہ کھینچ دیا گیا ہے۔ اب ایک طرف اس فقرہ کی معنوی گہرائی پر نظر کریں۔ دوسری طرف المنبر کا مذکورہ بالا اقتباس ایک بار پھر مطالعہ کریں۔ فرمایئے! اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی اور کونسی قابلِ رحم حالت ہونی باقی ہے —؟

اب چاہے کوئی مانے یا انکار کردے، حقیقت یہی ہے کہ ارشادِ نبویؐ کے مطابق تقدیرِ الٰہی نافذ ہو چکی۔ حکم و عدل آچکا۔ اور وہ فیصلے بھی دے چکا — خوش قسمت ہے وہ انسان جو اب حکمتِ الٰہیہ کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ ایک لمبے عرصہ سے انتہائی پُر اُمید نظریں علماء پر بھی چلی آتی ہیں اور علماء کے جو مشاغل ہیں وہ المنبر کی بیان کردہ تفصیل سے ظاہر ہیں۔ جو توقعات علماء سے وابستہ کی گئیں سب ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ اصلاحِ اُمت کا کام ہو، یا غیروں میں تبلیغِ اسلام کا فریضہ۔ علماء سے ان میں سے کچھ بھی نہ ہو سکا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ روگ اُن کے بس کا نہیں۔ یہ مزمن مرض تو حکم و عدل کے انفاسِ قدسیہ سے دُور ہونا تھا اور بفضلہٖ تعالیٰ دُور ہو رہا ہے۔ دیکھنے والی آنکھیں دیکھ سکتی ہیں، اور جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہے بے شک وہ دیکھنے سے قاصر ہیں۔

جماعتِ احمدیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کو سر آنکھوں پر رکھا۔ اس زمانہ میں ظاہر ہونے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور آپ کے ظلِ کامل کی شناخت کی۔ اب نہ اُن میں کوئی اختلاف رہا اور نہ کوئی آویزش۔ اُن کے دل زندہ اور تازہ ایمان سے پُر ہوئے تب بنی نوع کی سچی ہمدردی اور خیر خواہی نے انہیں فریضۂ تبلیغ کی طرف متوجہ کیا اور ہر ایک میدان میں خدا تعالیٰ نے اُن کی نصرت اور تائید فرمائی —!!

غیروں میں کامیاب تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں یقینِ کامل کے بعد دوسرے نمبر پر پیش کئے جانے والے دلائل کا مدلل، معقول اور وزن دار ہونا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کوئی دعویٰ بھی بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور تائیدی دلیل اگر پختہ اور عقل اور دماغ کو اپیل کرنے والی ہے تو ناممکن ہے کہ دل اُسے قبول نہ کریں۔ عہدِ اسلام میں اسلام کو جو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی تو اس کا حقیقی سبب بھی یہی تھا اور موجودہ زمانہ میں اسلام کی نشأۃِ ثانیہ بھی اس کے بغیر ممکن نہیں — مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے جس طور پر اسلام کی پُرکشش تصویر پیش کی، اسلام کی حقیقت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے جو دلائل پیش کئے اور جو طریقِ تبلیغ اپنی جماعت کو عطا فرمایا، اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہزاروں ہزار نفوس نے اسلام کے حُسنِ ذاتی کا علم پایا اور نہ صرف خود اسی مذہب کے شیدائی بن گئے بلکہ وہ بھی احمدی مبلغین کے دوش بدوش اسلام کی تبلیغ کے لئے نکل کھڑے ہوئے —!!

تیسرے نمبر پر انفاق فی سبیل اللہ کا قابلِ قدر جذبہ ہے جو تبلیغ کی راہ میں مبلغ کو کامیاب و کامران کرتا اور اس کے لئے اعلائے کلمۃ اللہ کے کام کو آسان بناتا ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ سے مراد وہ مالی قربانیاں ہیں جن کے بغیر کوئی بھی روحانی سلسلہ چل نہیں سکتا۔ مامور وقت حکم و عدل کی روحانی تربیت کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے جماعتِ احمدیہ اس پہلو میں بھی ایک نمایاں پوزیشن رکھتی ہے۔ مالی قربانی دینا کوئی معمولی بات نہیں بلکہ موجودہ زر پرستی کے دور میں تو اس کی قدر و قیمت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ یہ اللہ کا بڑا ہی کرم ہے جو احمدیوں کو اس پہلو سے بھی خدمتِ دین کی توفیق مل رہی ہے۔ وہ دلی خوشی اور بشاشتِ قلبی کے ساتھ اپنے پاک مالوں سے ایک معقول حصہ نکال کر باقاعدگی کے ساتھ دین کی خدمت و اشاعت کے لئے دیتے ہیں — حال ہی میں ایک بار پھر جماعتِ احمدیہ کے کٹر مخالف اور شدید نکتہ چین اخبار المنبر لائلپور نے جماعتِ احمدیہ کی اس نمایاں خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے صاف لکھا ہے:۔

"احمدیوں کا سالانہ تبلیغی بجٹ بھی کروڑوں روپے کا ہوتا ہے۔ اُن کا ہر فرد اپنی آمدنی سے ایک آنہ فی روپیہ اور ہر افسر اپنی تنخواہ کا دس فیصد تبلیغی اغراض کے لئے چندہ دیتا ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں ہماری اس انبیائی مشن یعنی تبلیغ دین کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ جس کی وجہ سے ہمیں کسی میدان میں نصرتِ الٰہی حاصل نہیں ہو رہی — جو قرآن کریم کی رُو سے صرف اسی کو حاصل ہو سکتی ہے جو اللہ کے دین کی مدد کرے یعنی اسے صحیح طریق سے پھیلائے۔"

(المنبر لائلپور ۲۱/۳/۶۹ صفحہ ۹)

اگرچہ جماعتِ احمدیہ خدمت و اشاعتِ دین کے سلسلہ میں اس سے بھی بڑھ کر مالی قربانیاں دے رہی ہے تاہم یہ وہ بیرونی شہادت ہے جو جماعتِ احمدیہ کے حق پر ہونے اور اس زمانے میں اسلام کی حقیقی علمبردار ہو کر کام کرنے کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے جس کے متعلق ہر حق پسند کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ ہمارا ایمان

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

قرآن کریم کی تعلیم کا مسئلہ ہماری جماعت کے لئے بڑی ہی اہمیت رکھتا ہے

مجالس موصیان، انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنات اماء اللہ کو چاہئے کہ وہ اس سلسلہ میں پورے اخلاص جوش اور ہمت سے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۴ شہادت ۱۳۴۸ ہش بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

شہادت کے ایام میں شدید کھانسی کے دوران بھی جتنے کام کرنا پڑا جس سے بہرحال کوفت اور ضعف محسوس کرتا ہے بہرحال وہ فریضہ بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ادا ہوگیا۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے لیکن انجکشن ٹائیفائڈ سے بچنے کے لئے ٹیکہ لگوانے کا موسم ہے۔ میں نے وہ ٹیکہ لگوا دیا جس کے نتیجہ میں دو تین دن سے سارے جسم میں شدید درد ہے۔ سر چکرا ہوا ہے اور حرارت اور بے چینی کی تکلیف رہی ہے اور اب تک یہ تکلیف چلی آرہی ہے۔ گو آج نسبتاً افاقہ ہے۔ کھانسی میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے فرق ہے مگر نقاہت بہت ہے۔ لیکن چونکہ

قرآن کریم کی تعلیم کا مسئلہ

بڑی ہی اہمیت رکھتا ہے اور اس سلسلہ میں میں بعض باتیں کہنا چاہتا تھا اس لئے میں نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ اپنی بیماری کے باوجود اس خطبہ کے ذریعہ جماعت کے سامنے مختصراً وہ باتیں رکھوں اور ہدایات دوں۔ سب سے پہلے میں

موصی صاحبان کو مخاطب کرنا چاہتا ہوں

کچھ عرصہ ہوا موصیوں اور موصیات کی تنظیم قائم کی گئی تھی۔ اور میرا ارادہ تھا کہ بعض کام اس تنظیم کے سپرد کروں لیکن کچھ روکیں بیچ میں پیدا ہوتی رہیں اور صرف تنظیم ہی قائم ہوئی اور شاید اس میں بھی کچھ سستی پیدا ہوگئی ہو کیونکہ ابھی تک ان سے کوئی خاص کام نہیں لیا گیا۔ خدا چاہتا تھا کہ یہ تنظیم

قرآن کریم کے پڑھنے

اور پڑھانے سے اپنا کام شروع کرے اس لئے جہاں جہاں بھی یہ تنظیم قائم ہوئی ہوا اس کے صدر صاحبان اور موصیات میں سے جو نائب صدر ہیں وہ

۱۔ ایک ماہ کے اندر اندر جائزہ لے کر رپورٹ کریں کہ ان کے حلقہ میں کس قدر موصی ہیں

۲۔ ان میں سے کس قدر قرآن کریم ناظرہ جانتے ہیں اور ان میں سے کتنے قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں اور جو موصی اور موصیات قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں یا جانتی ہیں ان میں سے کتنے قرآن کریم کی تفسیر سیکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

نظام وصیت کی بنیاد

اپنے اموال کے دسویں حصہ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے پر نہیں رکھی تھی بلکہ یہ تو ایک نچلا درجہ تھا جو موصیوں کے سامنے رکھا گیا تھا۔ اصل غرض جس کے لئے نظام وصیت کو قائم کیا گیا تھا وہ کامل تقویٰ کا حصول اور انسان کو ان روحانی رفعتوں کے حصول کے مواقع حسب استعداد بہم پہنچانا تھا، جو انسان اپنے رب سے نئی زندگی حاصل کرنے کے بعد حاصل کرسکتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک ہی فقرہ میں جو بڑا جامع ہے ہر موصی پر اس فریضہ کو قائم کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں:-

"تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو (الوصیت)

دراصل ایسے گروہ کے قیام کے لئے ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنا پڑی کہ ایک ایسی جماعت بھی قائم ہو جو ہر قسم کی قربانی دے کر اپنے نفسوں میں دین اسلام کو قائم کرتی اور دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی موصی قرآن کریم کا علم ہی نہ رکھتا ہو تو پھر وہ اس تیسری شرط کو کیسے پورا کرسکتا ہے وہ اسے ہرگز پورا نہیں کرسکتا۔ اس لئے نظام وصیت کی جو بنیادی غرض ہے اس کے حصول کے لئے

یہ ضروری ہے کہ ہر موصی قرآن کریم پڑھنا جانتا ہو

اس کا ترجمہ جانتا ہو اور اس کی تفسیر کے حصول میں ہمہ تن اور ہر وقت کوشاں رہے۔

قرآن کریم کی تفسیر قرآن کریم کے ترجمہ کی طرح ایسی نہیں کہ پڑھ لیا اور آگیا۔ اور کام ختم ہوگیا۔ کیونکہ قرآن کریم میں تو علوم کے غیر محدود خزانے ہیں اسی لئے میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ہر موصی کو قرآن کریم کی تفسیر آتی ہو۔ دنیا میں ہمیں ایسا کوئی شخص نظر نہیں آئے گا جو قرآن کریم کی پوری تفسیر جانتا ہو۔ کیونکہ اس کتاب مکنون سے نئے سے نئے علوم ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور وہ انسان کے علم میں زیادتی کرتے رہتے ہیں۔ قرآن کریم مختلف علوم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ بہرحال قرآن کریم کی تفسیر کو پورے طور پر حاصل کر لینا تو ممکن نہیں ہاں یہ ممکن ہے اور یہ فرض ہے ہر مسلمان کا (خصوصاً نظام وصیت میں منسلک ہونے والوں کا) کہ وہ ہمہ تن اور ہر آن علوم قرآنیہ کے حصول کی کوشش میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی کوششوں میں برکت ڈالتا رہے۔ اگر موصی قرآن کریم سے غافل ہوں اور جاہل ہوں تو وہ

موصی ہونے کی بنیادی شرط

کو پورا نہیں کرسکتے اس لئے ہر وہ شخص جو موصی ہے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔ قرآن کریم کا ترجمہ جانتا ہو قرآن کریم کی تفسیر پڑھنے کی کوشش کرتا رہتا ہو اور اگر پہلے غفلت ہو چکی ہو تو اس غفلت کو دور کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چھ مہینے کا عرصہ کافی ہے چھ مہینے کے اندر اندر ہر موصی کو اس کی استعداد کے مطابق قرآن کریم آجانا چاہئے۔ جو بڑی عمر کے دیہات میں رہنے والے موصی ہیں انہوں نے بے شک ایک حد تک قرآن کریم کو بزرگوں کی زبان سے سن کر سیکھا ہے اور ان میں سے بعض قرآن کریم کے احکام کو ان افراد سے بھی شاید زیادہ جانتے ہیں جنہوں نے باقاعدہ طور پر جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگ بھی اس طرف متوجہ ہونے چاہئیں۔ کہ وہ قرآن کریم کو پڑھنا سیکھیں۔ قرآن کریم کا ترجمہ سیکھیں اور پھر تفسیر پڑھ پڑھ کر اپنے علم کو بڑھانے کی کوشش کریں کیونکہ کوشش خود اگر نیک نیتی کے ساتھ ہو تو کامیاب کوشش کا نتیجہ پیدا کر دیتی ہے۔ یعنی اگر ایسی کوشش ہو جو حالات زمانہ کی وجہ سے یا اللہ تعالیٰ کی بعض دیگر مصلحتوں کی وجہ سے اپنے کامیاب اختتام تک نہ پہنچ سکے تو وہ بھی خلوص نیت کی وجہ سے وہی پھل پاتی ہے جو ایسی کوشش پا رہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے نیک انجام کو پہنچ گئی۔ مثلاً جو لوگ جنگ بدر (جو اسلام کی پہلی جنگ تھی) میں شریک ہوئے ان کی دو طرح کی کوششیں ہمیں نظر آتی ہیں۔ ان میں سے ایک تو وہ تھے جن کی کوشش اسی میدان میں ختم ہوگئی۔ انہوں نے جام شہادت پی لیا اور وہاں خدا کی راہ میں اور اس کی رضا کے حصول کے لئے ایک قربانی دے دی۔ لیکن کچھ اور لوگ تھے جو بدر کے میدان میں بھی

اللہ کی رضا کے حصول کیلئے موت سے کھیلتے رہے

اور اس کے بعد ہر جنگ کے میدان میں اور ہر مجاہدہ کے میدان میں انہوں نے خلوص، نیک نیتی اور اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبت کے تعلقات کا مظاہرہ کیا۔ دیکھنے میں ان لوگوں کی قربانیوں کا مجموعہ (ظاہری) طور پر اس قربانی سے مختلف اور بڑا ہے جو شروع میں ہی پیش کی گئی اور پھر قربانی کا زمانہ ختم ہوگیا اور جزاء کا زمانہ شروع ہوگیا لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جن لوگوں کی قربانیوں کا زمانہ ابتدائے اسلام ہی میں ختم ہوگیا ان کی جزاء ان لوگوں کی جزاء سے کم ہوگی جن کی قربانیوں کا زمانہ لمبا ہوگیا کیونکہ جن کی قربانیوں کا زمانہ ابتدائے اسلام ہی میں ختم ہوا ان کی نیت اور ان کا اخلاص اس بات کا تقاضا نہیں کرتا تھا کہ وہ محدود عرصہ تک قربانی دیں اور پھر خدا تعالیٰ سے غفلت برتنے لگ جائیں۔ اور

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے دوری کی راہ کو اختیار کریں۔ ان کے دل میں یہی تڑپ تھی کہ وہ اپنی زندگی کے آخری سانس تک اللہ کے لئے سانس لینے والے ہوں اور جب تک ان کے سانس میں سانس رہا وہ اپنی نیت کے مطابق قربانیاں دیتے چلے گئے اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل مصلحت سے ان کی قربانی اور ان کے عمل کے زمانہ کو ختم کر کے ان کی جزاء اور ثواب اور اجر کا زمانہ شروع کر دیا تو وہ یہی تڑپ لے کر اس دنیا سے اُس دنیا میں داخل ہوئے کہ اگر اللہ انہیں پھر زندگی دے تو وہ اسی طرح موت سے بیٹھیں گے اور اگر پھر اللہ تعالیٰ انہیں زندگی دے تو پھر بھی وہ ایسا ہی کریں گے۔ اسی تڑپ کے ساتھ انہوں نے دنیا کو چھوڑا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اس جذبہ کی جزاء دوسروں کی جزاء کے برابر ہی ان کو دی۔

اگر کوئی موصی یہ سمجھتا ہو

کہ اس وقت میری عمر ۷۵ سال ہے اور آج تک میں نے کبھی پڑھنے کی کوشش نہیں کی۔ اگر میں اب قرآن کریم پڑھنا اور سیکھنا شروع کردوں تو میں اسے ختم نہیں کر سکتا تو میں اس کو کہوں گا کہ جو مثال میں نے ابھی دی ہے اس پر غور کرو۔ اگر تم قرآن کریم پڑھنا یا اس کا ترجمہ سیکھنا یا اس کی تفسیر سیکھنا شروع کر دو گے تو اگر ایک آیت پڑھنے کے بعد تم اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں وہی جزاء دے گا جو اس نے ان لوگوں کے لئے مقدر کی ہے جن کو اس کی طرف سے سارا قرآن کریم ناظرہ پڑھنے یا اس کا ترجمہ سیکھنے اور اس کی تفسیر جاننے کی توفیق ملی۔ کیونکہ جو کوشش بدنیتی کی وجہ سے نہیں بلکہ آسمانی فیصلہ کے نتیجہ میں بظاہر بند ہوتی نظر آتی ہے وہ بند نہیں ہوا کرتی اپنی جزاء کے لحاظ سے۔ وہ کوشش اور وہ عمل اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اور اس کی قدرت کاملہ میں جاری ہی سمجھا جاتا ہے۔ اور اسی کے مطابق ہمارا رب اپنے حقیر اور نا اہل بندوں کو جزاء دیا کرتا ہے۔ ورنہ کون انسان ابدی جزاء کا مستحق ہو سکتا ہے۔ یہ تو اس کی رحمت کا سلوک ہی ہے کہ اس کے ایک عاجز بندے کو اس کے محدود اعمال کا غیر محدود بدلہ مل جاتا ہے۔ پس اس خیال سے مت ڈرو کہ شاید ہم قرآن کریم ناظرہ ختم کرنے سے قبل اس دنیا کو چھوڑ جائیں یا قرآن کریم کا ترجمہ ختم کرنے سے قبل اس دنیا کو چھوڑ جائیں۔ اگر آپ نے پہلے غفلت کی ہے تو اس غفلت کے بد نتائج سے بچنے کا بھی ایک ذریعہ ہے۔ کہ اب آپ جس عمر میں بھی ہوں پوری محنت اور جانفشانی کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھنے اور سیکھنے کی کوشش کریں۔ پس ایک تو

موصیوں کے صدر اور نائب صدر کی ذمہ داری یہ ہے

کہ وہ اپنے حلقہ کے موصیوں کا جائزہ لے کر ایک ماہ کے اندر اندر ہمیں اس بات کی اطلاع دیں کہ کس قدر موصی قرآن کریم ناظرہ جانتے ہیں اور جو موصی قرآن کریم ناظرہ جانتے ہیں ان میں سے کس قدر موصی قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں۔ اور جو موصی قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں ان میں سے کس قدر قرآن کریم کی تفسیر سیکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ ہر موصی کو (تینوں معنی میں جن کی تشریح میں پہلے کر چکا ہوں اب دہرانے کی ضرورت نہیں) قرآن کریم آنا ہو۔ اور تیسری ذمہ داری آج میں ہر اس موصی پر جو قرآن کریم جانتا ہے یہ ڈالنا چاہتا ہوں کہ وہ دو ایسے دوستوں کو قرآن کریم پڑھائے جو قرآن کریم پڑھے ہوئے نہیں۔ اور یہ کام باقاعدہ ایک نظام کے ماتحت ہو۔ اور اس کی اطلاع نظارت متعلقہ کو دی جائے

انصار اللہ کو آج میں یہ کہنا چاہتا ہوں

کہ آپ اپنے طوعی اور رضاکارانہ چندوں کی ادائیگی میں سست ہو چکے ہیں (اللہ تعالیٰ آپ کو چست ہو جانے کی توفیق عطا کرے) لیکن مجھے اس کی اتنی فکر نہیں جتنی اس بات کی فکر ہے کہ آپ ان ذمہ داریوں کو ادا کریں جو تعلیم القرآن کے سلسلہ میں آپ پر عاید ہوتی ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم کے سلسلہ میں آپ پر دو ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں ایک ذمہ داری تو خود قرآن کریم سیکھنے کی ہے اور ایک ذمہ داری ان لوگوں (مردوں اور عورتوں) کو قرآن کریم سکھانے کی آپ پر عاید ہوتی ہے کہ جن کے آپ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق راعی بنائے گئے ہیں۔ آپ ان دونوں ذمہ داریوں کو سمجھیں اور جلد ان کی طرف متوجہ ہوں۔ ہر رکن انصار اللہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اس بات کی ذمہ داری اٹھائے کہ اس کے گھر میں اس کی بیوی اور بچے یا اور ایسے احمدی کہ جن کا خدا کی نگاہ میں وہ راعی ہے قرآن کریم پڑھتے ہیں اور قرآن کریم کے سیکھنے کا وہ حق ادا کر رہے ہیں جو حق ادا ہونا چاہیئے۔ اور انصار اللہ کی تنظیم کا یہ فرض ہے کہ وہ انصار اللہ مرکزیہ کو اس بات کی اطلاع دے اور ہر مہینہ اطلاع دیتی رہے کہ انصار اللہ نے اپنی ذمہ داری کو کس حد تک نبھایا ہے۔ اور اس کے کیا نتائج نکلے ہیں۔

خدام الاحمدیہ کو میں یہ کہنا چاہتا ہوں

کہ آیندہ اشاعت اسلام کا بڑا بوجھ آپ کے کندھوں پر پڑنے والا ہے۔ کوئی ایک طفل یا کوئی ایک نوجوان بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو احمدیت کے مقصد سے غافل رہے اور اس ذمہ داری کی ادائیگی سے غافل رہے جو ہمارے رب نے ہمارے کمزور کندھوں پر ڈالی ہے گو ہر عمر میں انسان کے ساتھ موت لگی ہوئی ہے لیکن عام حالات میں ایک ساٹھ سالہ ادھیڑ عمر کے انسان کی طبعی عمر اس نوجوان کی عمر سے کم ہوتی ہے جو ابھی سولہ یا سترہ سال کا ہے۔ آپ اپنے روحانی بنک یا خزانہ (اگر یہ لفظ اس جگہ کے لئے استعمال ہو جہاں خزانہ رکھا جاتا ہے) کو اگر آپ چاہیں تو بہت زیادہ بھر سکتے ہیں۔ لمبی عمر ہے۔ جس شخص نے کئی فصلیں کاٹی ہیں اس کے گھر میں دانے بہت زیادہ ہوں گے۔ اگر وہ دانے جمع کرے اور اگر دانے بیچے تو مال زیادہ ہوگا۔ لیکن جس شخص نے ایک ہی فصل کاٹی ہو یا دو فصلیں کاٹی ہوں تو اگر اس کا پیٹ بھر جائے تو وہ راضی ہو جاتا ہے۔ لیکن اس دنیا میں تو پیٹ بھر جاتا ہے مگر اُخروی زندگی کی جو نعماء ہیں ان کے متعلق کوئی شخص یہ سوچ نہیں سکتا کہ بیشک وہ نعماء ہمیں تھوڑی مقدار میں مل جائیں زیادہ کے ہم امیدوار نہیں۔ ان نعمتوں کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے مطابق کوشش ہونی چاہیئے۔ پس خدام الاحمدیہ کی تنظیم اپنے طور پر بحیثیت خدام الاحمدیہ اس بات کا جائزہ لے اور نگرانی کرے کہ کوئی خادم اور طفل ایسا نہ رہے جو قرآن کریم نہ جانتا ہو یا مزید علم حاصل کرنے کی کوشش نہ کر رہا ہو۔ اسی طرح

لجنہ اماء اللہ کا یہ فرض ہے

کہ وہ اس بات کی نگرانی کرے کہ ہر جگہ لجنہ اماء اللہ کی ممبرات اور ناصرات الاحمدیہ ان لوگوں کی نگرانی میں جن کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے قرآن کریم پڑھ رہی ہیں یا نہیں۔ میں لجنہ اماء اللہ پر یہ ذمہ داری عاید نہیں کر رہا کہ وہ سب کو قرآن کریم پڑھائیں کیونکہ اس سے تو باہم تصادم ہو جائے گا۔ کیونکہ میں نے کہا ہے کہ ہر ایک موصی دو اور افراد کو قرآن کریم پڑھائے۔ اگر مثلاً اس کی بیوی قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتی تو وہ پہلے اپنی بیوی کو ہی پڑھائے گا۔ یا میں نے یہ ہدایت دی ہے کہ ہر رکن انصار اللہ اس ماحول میں جس ماحول کا وہ راعی ہے قرآن کریم کی تعلیم کو جاری کرے۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ آپ یہ دیکھیں کہ جن پر قرآن کریم پڑھانے کی ذمہ داری عاید کی گئی ہے (جہاں تک مستورات اور ناصرات کا تعلق ہے) وہ اپنی ذمہ داری کو نباہ رہے ہیں یا نہیں اگر وہ اپنی ذمہ داری کو نباہ نہیں رہے تو آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اس ذمہ داری کو نباہیں اور مستورات اور ناصرات کو پڑھانا شروع کر دیں۔ اور اس کی اطلاع مرکز میں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ہم پوری طاقت کے ساتھ

پوری ہمت کے ساتھ اور انتہائی کوشش کے ساتھ

تعلیم القرآن کے اس دوسرے دور میں داخل ہوں اور خدا کرے کہ کامیابی کے ساتھ (جہاں تک موجودہ احمدیوں کا تعلق ہے) اس سے باہر نکلیں۔ ویسے یہ سلسلہ جاری رہیگا کیونکہ نئے بچے، نئے افراد، نئی جماعتیں اور نئی قومیں اسلام میں داخل ہوں گی۔ اور اسلام ساری دنیا میں غالب آئے گا تو ساری دنیا کا معلم بننے کی تربیت آپ ہی کو حاصل کرنی چاہیئے۔ خدا جانے آپ میں سے کس کو یہ توفیق ملے کہ وہ ساری دنیا میں تعلیم القرآن کی کلاسیں کھولنے کا کام کرے۔ لیکن اگر ہم آج تیاری نہ کریں تو اس وقت اس ذمہ داری کو جو اس وقت کی ذمہ داری ہوگی ہم نباہ نہیں سکیں گے۔

غرض موصیوں کی تنظیم بھی اور انصار اللہ کی تنظیم بھی اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم بھی اور لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم بھی اس طرف پورے اخلاص اور جوش اور ہمت کے ساتھ متوجہ ہو جائیں اور کوشش کریں کہ جلد سے جلد ہم اپنے ابتدائی کام کو پورا کریں جیسا کہ میں نے بتایا ہے تعلیم القرآن تو نہ ختم ہونے والا کام ہے وہ تو جاری رہے گا۔

اس سلسلہ میں میں سمجھتا ہوں کہ جن دوستوں کے پاس تفسیر صغیر نہیں ہے انہیں

تفسیر صغیر خرید لینی چاہیئے

کیونکہ وہ ترجمہ بھی ہے اور مختصر تفسیری نوٹ بھی اس میں ہیں۔ عام سمجھ کا آدمی بھی بہت سی جگہوں میں صحیح حل تلاش کر لیتا ہے جو اس کے بغیر اس کے لئے مبہم رہیں۔

جماعتی تنظیم کا یہ کام ہے کہ وہ تعلیم القرآن کے کام کو کامیاب بنانے کی کوشش کرے نیز وہ یہ دیکھے کہ انصار اللہ۔ موصیان۔ خدام۔ لجنہ اور ناصرات کے سپرد جو کام کیا گیا ہے وہ ادا کر رہے ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آخری تین چار منٹ سے ضعف کی وجہ سے مجھے چکر آ رہے ہیں۔ کھڑا ہونا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے اور صحت عطا فرمائے۔

(الفضل ۱۰ شہادت ۱۳۴۸ ہش)

ورتمان یگ کا اوتار

بقیہ صفحہ اوّل

ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یہ کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ)

پچھلے دنوں اخبار سناتن دھرم پرچارک امرتسر میں ایک مضمون شائع ہوا جس میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے کلکی اوتار کے دعوے پر بعض سوالات کئے گئے ہیں۔ آج کے مضمون میں ہم انہی سوالات سے پیش نظر قارئین کے سامنے چند باتیں رکھنا چاہتے ہیں۔

سناتن دھرم پرچارک کے مضمون نگار نے ایک سوال مہابھارت اور کلکی پوران کے حوالوں سے یہ کیا ہے کہ کلکی اوتار نے سنبھل نگری میں وشنو یش کے گھر پیدا ہونا تھا اور مرزا غلام احمد صاحب جن کو کلکی اوتار کہا جاتا ہے سنبھل نگرہ میں وشنو یش کے گھر میں پیدا نہیں ہوئے۔

اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ کلکی اوتار کے جنم استھان کے بارہ میں ویدک شاستروں میں بے حد اختلافات ہیں۔ اگر ایک شاستر میں لکھا ہے کہ کلکی اوتار سنبھل نگری میں پیدا ہوں گے تو دوسرے شاستر میں لکھا ہے کہ کلکی اوتار اڑیسہ کے صوبہ میں پرگٹ ہوں گے اور تیسرے شاستر میں لکھا ہے کہ ہمالیہ پہاڑ پر ان کا ظہور ہوگا۔ چوتھے شاستر میں لکھا ہے کہ ان کا جنم استھان شارنگ پور میں ہوگا۔ اور بعض شاستروں میں لکھا ہے کہ کلکی اوتار کی پیدائش ہردوار میں ہوگی اور بعض شاستروں میں یہ لکھا ہے کہ ان کا جنم ورندابن میں ہوگا۔ بعض نے صوبہ پنجاب ان کا جنم استھان بتایا گیا ہے۔ اور بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ کلکی اوتار کا جنم کسی دشیش استھان میں نہیں ہوگا بلکہ جہاں کلکی اوتار جنم لیں گے وہی سنبھل استھان کہلائے گا۔

پھر سنبھل بھی مختلف ہیں ایک سنبھل ضلع مراد آباد ہے۔ اور ایک سنبھل مدھیہ پردیش میں ہے۔

ان تمام باتوں سے یہ سدھ ہوتا ہے کہ کلکی اوتار کی جائے پیدائش کے بارہ میں بے شمار اختلافات ہیں۔ اور یہ بات تو ناممکن ہے کہ ایک ہی شخص مختلف جگہوں پر جنم دھارن کرے۔

اسی طرح کلکی اوتار کے پتا کے بارہ میں بھی اختلاف ہے۔ ایک جگہ لکھا ہے کہ کلکی اوتار وشنو یش کے گھر پیدا ہوں گے اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ ان کے پتا کا نام وشنو گپت ہوگا۔ اور ایک جگہ لکھا ہے کہ وہ وشنو کے مندر میں ظاہر ہوں گے۔

پس اگر شاستروں کے ظاہری الفاظ پر سہارا رکھا جائے تو مذکورہ بالا اختلافات کو دور کرنا ناممکن ہو جائے گا۔

دراصل کسی بھوشیہ وانی کے الفاظ کو ظاہر پر ہی محمول نہیں کرنا چاہیئے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سنبھل یا وشنو یش کسی خاص جگہ یا کسی خاص شخص کے نام نہیں۔ بلکہ یہ صفاتی نام ہیں اور ان ناموں کے اندر جو حقیقت پوشیدہ ہے اس کو دیکھ کر معلوم کرنا پڑے گا کہ کلکی اوتار کا ظہور کس استھان پر اور کس کے گھر میں ہوگا۔ چنانچہ جب ہم وشنو یش کے معنوں پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے والد کا نام وشنو یش اس لئے تجویز کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ پرماتما کا یش اور خدا کا جلال ظاہر ہوگا اور چونکہ اس اوتار کا پتا ایسے مہان پتر کو دنیا میں لانے کا ذریعہ ہوگا اس لئے اس کو وشنو یش کے نام سے پکارا گیا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اس زمانہ میں جب مخلوق وشنو کو بھول گئی اور خدا پر طرح طرح کے اعتراضات کرنے لگی تو حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے ذریعہ وشنو کا جلال پھر ظاہر ہوا کیونکہ انہی کے فرزند ارجمند نے خدا کی طرف سے مامور ہو کر دنیا میں وشنو کا یش پھیلایا اور اس کے جلال کو ظاہر کیا۔

اسی طرح سنبھل یا سنبھل نگری سے مراد اس نام کے معروف مقامات میں سے کوئی مقام نہیں بلکہ اس سے مراد وہ جگہ ہے جو کلکی بھگوان کے ظاہر ہونے پر عام مخلوق کے لئے شانتی، امن اور سلامتی بخشنے والی ہوگی کیونکہ سنبھل کے معنی ہیں وہ نیرتھ یا تیرتھ کے جمع ہونے کی جگہ جو دوسروں کا کلیان اور بھلائی کرے۔ چنانچہ سنسکرت کی مشہور لغت پدم چندر کوش میں لکھا ہے :-

"سنبھل کے معنی کلیان دائک تیرتھ ہیں اور وہ گاؤں جہاں کلکی اوتار ہوگا"

(پدم چندر کوش صفحہ ۱۳۷)

ہمارے نزدیک یہ صفات اس مقام پر صادق آتی ہیں جہاں کلکی اوتار سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ یعنی ارض مقدسہ قادیان۔ کیونکہ یہی وہ جگہ ہے جہاں سے سینکڑوں اور ہزاروں نہیں، بلکہ لاکھوں لوگ سلامتی امن اور شانتی حاصل کر چکے ہیں اور آئندہ بھی حاصل کریں گے۔ پس سنبھل نگری قادیان ہے جو اس وقت مخلوق خدا کا کلیان کر رہی ہے اور وہیں سے نور کی شعاعیں نکل کر ہندوستان اور دنیا کے دوسرے حصوں کو روشن کر رہی ہیں۔

سنہ ۱۹۲۱ء میں الہ آباد سے ایک رسالہ "ست یگ" کے نام سے نکلا کرتا تھا جس میں ان امور پر روشنی ڈالی جاتی تھی کہ کلکی اوتار کا ظہور کب اور کس جگہ ہوگا اس میں پنڈت درگا پرشاد جی کا ایک مضمون اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء کے پرچہ میں شائع ہوا تھا۔ جس کا کچھ حصہ قارئین کی دلچسپی کے لئے درج کیا جاتا ہے پنڈت جی نے تحریر فرمایا :-

"کلکی اوتار (یا) کسی بھی اور نام سے سنبھل یا ستھان (دوسری جگہ) میں بھگوان اوتار ہو گئے ہوں اوتار ہونے والے ہوں۔ اوتار یہ نیم بنا لینا کہ وہ کسی وشیش جاتی میں ہوں گے اوتار وشیش ستھان میں ہوں گے یہ نیم پربھو کی آپار لیلا کے درودھ ہے۔ بھگتوں کا تو یہ کرتویہ (فرض) ہونا چاہیئے کہ جہاں بھی بھگوان کے اوتار بھاؤ (ظہور) کو سنیں، شیگھر (جلدی) انکو سویکار کریں (مان لیں)۔ جو منشیہ (انسان) اوتار کے وشئے (بارے) میں دیش اتھوا جاتی (ملک یا قوم) کے جھگڑوں میں پڑتا ہے وہ کداپی نہ تو بھگوان کو پہچان سکتے ہیں اور نہ ہی اس کو پہچان سکیں گے۔ اس لئے بھگتوں کو چاہیئے کہ اوتار کے دیش اتھوا جاتی کے جھگڑوں کو تیاگ (چھوڑ) کر جہاں بھی بھگوان کے پرگٹ ہونے کا سندیش سنیں شیگھر (جلدی) جا کر ان کو سویکار کر لیں"

(رسالہ ست یگ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء)

ایک اور سوال کلکی اوتار کی بابت سناتن دھرم پرچارک امرتسر میں یہ لکھا ہے :-

(الف) کلکی شستر دھارن کر کے ملیچھوں کا صفایا کریں گے

(ب) کلکی کا بیاہ پدماوتی سے ہوگا جو وشنو پوجن اور وشنو ستوتر کا پاٹھ کیا کرے گی

(ج) ایک برت کرنے پر پدماوتی کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جس کے بعد کلکی اوتار اپنی لیلا کو سماپت کر دیں گے

ان تحریر کردہ امور کی بابت جواباً عرض ہے کہ پرماتما کی طرف سے آنے والے مہاپرش اس وقت آتے ہیں جب دنیا پرماتما سے دور ہو کر دنیا میں رچ رہی ہوتی ہے۔ مہاپرش اور اوتار پرماتما سے لو لگاتے ہیں اور اسی کی آرادھنا کرتے ہیں اور پرماتما کی مدد سے اپنے مخالفین پر غالب آتے ہیں اور خدا تعالیٰ اپنے نشانات ان کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے۔

کلکی اوتار سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں :-

"سچے مامور کے لئے شرط ہے کہ ایسے امور جو خدا کا نشان کہلا سکتے ہیں کیفیت اور کمیت میں اس حد تک پہنچ گئے ہوں کہ کوئی شخص اس کا مقابلہ نہ کر سکے اور ایسے شخص کے ساتھ کھلا کھلا خدا تعالیٰ کا ہاتھ ظاہر ہو جاتا ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۳)

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے جب اوتار ہونے کا دعویٰ کیا تو جیسا کہ ہمیشہ سے اوتاروں کے ساتھ ہوتا رہا ہے آپ کی سخت مخالفت ہوئی۔ مخالفین نے آپ کو قید کرانے کی کوشش کی۔ پھانسی دلانے کی تدابیر کیں اور آپ کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے۔ اگر مخالفت پر آپ نے ایشور آرادھنا اور بھی توجہ سے شروع کر دی حتیٰ کہ رات دن اس کی آرادھنا میں لگ گئے تب خدا نے آپ کو ان مخالفین (ملیچھوں) کی تباہی کے بارہ میں حسب ذیل خبر دی :-

"اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے ہیں اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی و نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا"

(تذکرہ صفحہ ۱۴۱)

پھر آپ نے بطور تحدی فرمایا :-

"اے لوگو یقیناً سمجھو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ

سے دفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدہ کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا۔ اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرے۔"

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۱)

چنانچہ اس کلکی اوتار نے تلوار دعا یعنی خدا کی کبھکتی کر کے ملیچھوں کا نشٹ کیا۔ مولوی نذیر حسین دہلوی۔ مولوی محمد حسین بٹالوی مولوی اسماعیل علی گڑھی۔ مولوی غلام دستگیر قصوری۔ چراغ الدین جمونی۔ لیکھرام پشاوری اور ڈاکٹر ڈوئی آف امریکہ کے نام ان مخالفین میں سر فہرست ہیں۔ جنہوں نے کلکی اوتار کا مقابلہ کیا۔ اور کلکی اوتار نے تلوار دعا کر کے ان کا خاتمہ کیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

چنانچہ کلکی اوتار مخالفین کی اس ناکامی پر خدا تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے فرماتے ہیں :- ؎

شریروں پر پڑے ان کے شرارے
نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے
مقابل پہ میرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے
ہمارے کر دیئے اونچے منارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

کلکی اوتار کے بارے میں جو یہ علامت لکھی ہے کہ اس کا بیاہ پدماوتی سے ہوگا جو وشنو پوجن اور وشنو ستوتر کا پاٹھ کیا کرے گی

یہ علامت بھی حضرت مرزا غلام احمد صاحب پر پوری ہو گئی ہے۔ یاد رہے کہ اسلام دھرم میں بھی آنے والے امام مہدی کے بارہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ کہ امام مہدی ایک خاص شادی کرے گا اور اس کی اس سے اولاد ہوگی۔

کلکی پوران میں اس کو پدماوتی بتایا گیا ہے یعنی مطیع و فرمانبردار بیوی۔ اور وشنو پوجن یعنی خدا کو یاد کرنے والی بیوی۔

چنانچہ کلکی اوتار حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی یہ شادی ۱۸۸۴ء میں دہلی کے ایک معزز سید خاندان میں ہوئی اور یہ شادی نہایت ہی کامیاب اور بابرکت شادی ثابت ہوئی۔ جہاں آپ کی یہ بیوی خود پدماوتی تھیں یعنی نیک مطیع اور فرمانبردار تھیں وہاں نہایت عبادت گزار بھی تھیں اور نہایت ہی نیک خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کی اس

زوجۂ محترمہ کا نام نصرت جہاں بیگم تھا۔ اور ان کے والد محترم کا نام حضرت میر ناصر نواب تھا جو دہلی کے مشہور صوفی بزرگ حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کی نسل میں سے تھے اور نہایت ہی پاک باطن اور نیک تھے۔

پھر کلکی اوتار کی یہ علامت لکھی ہے کہ ایک برت کے کرنے پر پدماوتی کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ چنانچہ آپ کی شادی ۱۸۸۴ء میں ہوئی اور ۱۸۸۶ء میں آپ نے ایک عظیم الشان برت رکھا۔ اور یہ برت آپ نے اس بناء پر رکھا کہ قادیان کے ہندوؤں نے آپ سے نشان کا مطالبہ کیا تھا

آپ نے ہوشیارپور کی سرزمین میں چالیس دن ایک چلہ کیا۔ اس چلے میں آپ نے مون برت بھی رکھا۔ آپ علیحدہ جگہ میں اللہ کا ذکر کرتے تھے اور لوگوں سے ملاقات وغیرہ بھی ان ایام میں بند تھی۔

اس برت اور چلے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک اولوالعزم لڑکے کی بشارت دی۔ آپ فرماتے ہیں ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وہ اولوالعزم، دین کی خدمت کرنے والا لڑکا ۱۸۸۹ء میں آپ کو عطا کیا جس نے کلکی اوتار کی وفات کے بعد آپ کے کام کو سنبھالا۔ اور پچاس سال تک جماعت احمدیہ کی رہنمائی کی۔ اس اولوالعزم بیٹے کا نام نامی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ہے۔

پس یہ ساری علامات اور نشانیاں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام پر پوری ہوتی ہیں

سناتن دھرم پرچارک کے مضمون نگار نے اپنے مضمون کے آخر میں یہ لکھا ہے کہ کلی یگ کی وہ آیو ابھی پوری نہیں ہوئی جس کے بعد کلکی بھگوان پرگٹ ہوں گے کیونکہ کلی یگ چار لاکھ بتیس ہزار سال کا ہوتا ہے چونکہ کلی یگ ابھی سماپت نہیں ہوا اس لئے بھگوان ابھی کیسے جنم دھارن کر سکتے ہیں؟

اس بارہ میں یہ بات قابل غور ہے کہ ویدک دھرم پستکوں میں یگوں کی عمر کے بارہ میں بہت اختلاف ہے۔ مختلف فرقے اور ودوان اس بارہ میں مختلف آراء رکھتے ہیں ویدک دھرم شاستروں میں ویدوں کے بعد منو دھرم شاستر مستند گرنتھ مانا جاتا ہے۔ منوسمرتی میں یگوں کی عمر اس پرکار لکھی ہے۔

ست یگ ۴۸۰۰ ورش کا ہوتا ہے
تریتا یگ ۳۶۰۰ ورش کا ہوتا ہے
دواپر یگ ۲۴۰۰ ورش کا ہوتا ہے
کلی یگ ۱۲۰۰ ورش کا ہوتا ہے

(منوسمرتی ادھیائے ۱ شلوک ۶۹)

منوسمرتی کے بیان کے مطابق چاروں یگوں کی عمر قریباً بارہ ہزار سال بنتی ہے

لنگ پران میں یگوں کی عمر اس طرح دی گئی ہے۔ برت یگ انسانوں کے سالوں سے چار ہزار سال کا ہوتا ہے۔ ست یگ کا آخر بیت جانے پر دھرم کا تین حصہ رہ جاتا ہے

تریتا یگ تین ہزار سال کا ہوتا ہے دواپر یگ دو ہزار سال کا ہوتا ہے اور کلی یگ ایک ہزار سال کا ہوتا ہے۔

چنانچہ بعض ودوانوں کا یہ وچار ہے کہ منوسمرتی کے شلوک سے بھی وہی حساب نکلتا ہے جو لنگ پوران میں دیا گیا ہے۔

اس کے برعکس شری وید ویاس جی نے ان یگوں کے بارہ میں لکھا ہے کہ یہ یگ کسی لمبے اور طویل و طویل وقت پر دلالت نہیں کرتے بلکہ یہ انسان کے جیون کے ساتھ تعلق رکھنے والی حالتوں کے نام ہیں۔ جب انسان دھرم کرم وغیرہ نیک کام کرتا ہے تو وہ ست یگ میں ہوتا ہے اور جب وہ پاپوں میں رہ کر ہو کر برے کام کرتا ہے تب وہ کلی یگ میں ہوتا ہے۔

پس یگوں کے حساب میں ودوانوں میں بہت اختلاف ہے اور ایک محقق کے لئے کسی نتیجہ پر پہنچنا بہت مشکل ہے۔

جیوتش کے ودوانوں کا یہ خیال ہے کہ کلی یگ ختم ہو کر اب ست یگ شروع ہو چکا ہے۔ کئی پنڈت اور ودوان یہ مانتے ہیں کہ یکم اگست ۱۹۴۳ء سے ست یگ شروع ہو چکا ہے۔ چنانچہ جناب پنڈت اودے شنکر لکھتے ہیں

"کئی جیوتشیوں کا یہ مت ہے کہ نکشتروں پر وچار کرنے سے یہ سدھ ہے کہ کلی یگ سماپت ہو کر ست یگ شروع ہو چکا ہے کیونکہ سورج اور چاند اور برہسپتی پشیہ میں ایک راشی پر اکٹھے ہوں گے یہ یوگ یکم اگست ۱۹۴۳ء کو ہوگا جب کہ سورج کو ۳ گھنٹہ بیس پل اور چاند کو دو گھنٹہ سات پل گرہن لگے گا۔ اور اسی سمے ست یگ شروع ہوگا" (یگ پریورتن صفحہ ۱۱)

دراصل شریمد بھاگوت۔ پوران میں کلی یگ کے ختم اور ست یگ کے شروع ہونے کی ایک علامت یہ لکھی ہے "यदा चन्द्रश्च सूर्यश्च तथा तिष्य बृहस्पती एक राशौ समेष्यन्ति तदा भवति तत्कृतम् ।"

ترجمہ جب چاند سورج اور برہسپتی کرک راشی میں پہنچتے ہیں تب ست یگ شروع ہوتا ہے اس شلوک کی روشنی میں پنڈت اودے شنکر نے بتایا ہے کہ کلی یگ ختم ہو کر ست یگ شروع ہو گیا ہے۔ چنانچہ پنڈت گنیش دت جی شرما گوڑ بھی اس کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بھاگوت کے اس شلوک کے مطابق ست یگ شروع ہو گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

"ہندوؤں کی کتابوں میں ہر ایک یگ کی عمر کا ذکر پایا جاتا ہے موجودہ یگ کو کلی یگ بتایا جاتا ہے ہر ایک کرم کانڈی (یگیہ وغیرہ کرنے والا) ہندو اپنے مذہبی مراسم شروع کرنے سے قبل سنکلپ کرتا ہے کلی یگے کلی پرتھم چرنے وغیرہ یعنی اس کلی یگ کا پہلا چرن (حصہ) ہی چل رہا ہے کیونکہ کلی یگ کی عمر موجودہ حساب میں ۴۳۲۰۰۰ برسوں کی مانی گئی ہے جس میں سے آج تک ۵۰۷۰ سال گزر چکے ہیں جس کی رو سے ابھی تو کلی یگ کے ختم ہونے میں ۴۲۶۹۳۰ برسوں کی دیر ہے لیکن شریمد بھاگوت پوران کے بارہویں سکندھ میں یہ ایک شلوک ہے جس میں ست یگ کے شروع ہونے کا صاف ذکر ہے۔

یدا چندرشچ سوریشچ تتھا تشیو برہسپتی
ایک راشو سمیشینتی تدا بھوتی تت کرتم

یعنی جب سورج چاند اور برہسپتی پونکھ کرک راشی پر پہنچتے ہیں تب ست یگ کا آغاز ہوتا ہے اور اس کے مطابق سب وگ بکرمی سمت ۱۹۷۶ تک سمت ۱۸۴۱ ساون کرشنا ۱۲ اشنی وار کو ہو چکے اور اسی دن سے ست یگ شروع ہوا ماننا چاہیئے"

(رسالہ گنگا جنوری ۱۹۳۱ء صفحہ ۲۷)

شری پنڈت یوگیندر ناتھ راے جیوتش شاستری (بنگال) اپنے ایک محققانہ مضمون میں اسی شلوک کے متعلق لکھتے ہیں :-

"جس وقت چاند سورج اور پوکھیہ نکشتر میں آیا ہوا برہسپتی ایک راشی میں آ جائیں تب ہی ست یگ کا آغاز ہوگا۔ یہ پیشگوئی بھی شاستر میں لکھی ہے اور ہم نے گنتی کے ذریعہ معلوم کیا ہے کہ سمت ۱۹۷۶ ساون روی وار مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۱۹ء کو ست یگ شروع ہو گیا ہے"

(رسالہ برہمن سروسو اٹاوہ جنوری ۱۹۳۳ء)

ان حوالوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جیوتش کے ودوانوں کے نزدیک ست یگ شروع ہو چکا ہے اور کلی یگ سے ست یگ جب تبدیل ہوتا ہے اسی وقت کوئی اوتار دنیا میں ظاہر ہوتا ہے۔

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے ہم اپنے

ہندو بھائیوں کے اس وسوسے کے بارہ میں بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں جو عام طور پر ان کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ شری کرشن جی مہاراج یا کلکی اوتار ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہونا چاہیئے تھا نہ کہ کسی مسلمان گھر میں۔ میرے ہندو پریمیوں کو یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ پرماتما کی دیا کسی ایک خاص قوم پر نہیں ہوتی بلکہ ساری قوموں پر ہوتی ہے۔ اس کا سورج چاند ہوا اور پانی سارے دنیا کے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ اسی طرح اس کا آسمانی پانی اور گیان بھی ساری قوموں اور ملکوں کے لوگوں کے لئے فائدہ بخش ہوتا ہے۔ ایشور کا گیان جہاں ہندوستان میں مختلف اوتاروں رشیوں اور منیوں کے ذریعہ ظاہر ہوا اسی طرح دوسرے ملکوں اور قوموں میں بھی مختلف رسولوں میں ظاہر ہوتا رہا ہے پہلے پرماتما کے اوتار اور اس کے مامور الگ الگ ملکوں اور قوموں میں آتے رہے مگر موجودہ زمانہ کا اوتار اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح سارے ملکوں اور ساری قوموں کے لئے آیا ہے۔

جس طرح ہندو شاستروں میں آخری زمانہ میں ایک اوتار اور مہاپرش کے آنے کی خبر دی گئی ہے اسی طرح یہودیوں عیسائیوں۔ بدھوں اور مسلمانوں کو مسیح اور امام مہدی کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور ان سب قوموں کو یہی اطلاع دی گئی ہے کہ آخری زمانہ میں ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ایک اوتار ظاہر ہوگا چنانچہ ہندو ودوان اس حقیقت پر متفق ہیں کہ مختلف قوموں کو جس جس اوتار کے ظاہر ہونے کی خبر دی گئی ہے وہ ایک ہی وجود کے ذریعہ پوری ہوگی۔ چنانچہ سوامی بھولا ناتھ جی لکھتے ہیں:۔

"دنیا کی تمام مذہبی کتب میں لکھا ہے کہ اب ایک ایسی ہستی کا ظہور ہونے والا ہے اس کے آنے سے تمام تکالیف دور ہو جائیں گی۔ ہندو کہتے ہیں پورن برہمن نشکلنک اوتار ظاہر ہوں گے مسلمانوں کا عقیدہ ہے امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ سکھوں کا خیال ہے کہ کلکی اوتار ہوگا اور عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ خدا سے ایک ہو کر تشریف لائیں گے لیکن اب یہ جاننا باقی ہے کہ یہ تمام ہستیاں الگ الگ ہوں گی یا ایک ہی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روحانی ہستی ایک ہی ہوگی۔ ہندو اسے اپنی نظر سے دیکھیں گے مسلمان اپنی نظر سے۔ سکھ اور عیسائی اسے اپنی اپنی نظر سے دیکھیں گے گویا ہر ایک کی اپنی اپنی نظر ہوگی۔ ان کو کوئی دوسرا م خیال نہ کرے گا۔"

(رسالہ ست سنگ ستمبر ۱۹۴۱ء)

پس آنے والا اوتار دراصل ایک ہی ہونا تھا اور مختلف قوموں کی اصلاح کی وجہ سے اس کو مسیح۔ مہدی کلکی و نشکلنک اوتار کے نام سے یاد کیا گیا۔ جیسا کہ ویر بھارت میں لکھا گیا تھا ؎

نہ کلنک اوتار آئے امام [illegible]
منتظر ہیں ہم کہ اب ہوتا ہے کب تیرا ظہور
تو مسلمانوں کا مہدی۔ نصاریٰ کا مسیح
تو شہ سنگان ہستی تو شہنشاہ ظہور

(ویر بھارت امرتسر اگست ۱۹۳۷ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کی حقیقت

تبدیلی تعریف نبوت اور تبدیلی عقیدہ کا ثبوت

از مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جماعت احمدیہ قادیان و ربوہ اور لاہوری فریق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بکثرت نبی و رسول کے الفاظ سے نوازا ہے۔ اختلاف سے قبل فریق لاہور کے اراکین بھی اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوٰے نبوت کا ہے جس سے مراد غیر تشریعی اور غیر مستقل امتی نبوت ہے۔

اختلاف کے بعد قادیانی جماعت تو اپنے اسی موقف پر قائم رہی مگر فریق لاہور اس سے ہٹ گیا۔ اس نے جس طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک مرکز قادیان سے قطع تعلق و علیحدگی اختیار کرلی آپ کے دعوٰے نبوت سے بھی انکار کر دیا۔ اور کہہ دیا کہ آپ مجدد۔ محدث اور مسیح موعود ہیں۔ امتی ہیں مگر نبی نہیں۔

لہٰذا ان پر اتمام حجت کی غرض سے اصل حقیقت کا اظہار ضروری ہے تاکہ بچھڑے ہوئے بھائی واپس آسکیں اور حضور کے اصل مقام کو پہچان سکیں۔ ایسا ہی دوسرے لوگ بھی ٹھوکر سے بچ جائیں۔ اور اس بارہ میں کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔

۱۹۰۱ء سے قبل اور بعد نبی کی تعریف

حضرت اقدس بوجہ حقیقت ظاہر نہ ہونے کے ۱۹۰۱ء سے قبل نبی کی اور تعریف سمجھتے رہے اور خاتم النبیین میں نبیوں سے مراد مستقل اور صاحب شریعت جدید انبیاء لے کر لکھتے رہے کہ آنحضرت صلعم پر نبوت ختم ہو چکی ہے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا۔ اس بناء پر تاویل کر کے اپنی نبوت سے انکار کرتے ہوئے فرماتے رہے کہ میں نبی نہیں۔ میری نبوت جزئی و ناقص نبوت ہے نبی کا لفظ کاٹا ہوا اور ترمیم شدہ سمجھا جائے اس طرح اپنی مذکورہ قسم کی نبوت سے انکار کرتے رہے اور اپنی نبوت کو محدثیت قرار دے کر فرماتے رہے کہ صرف محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے

تبدیلی تعریف نبوت و دعویٰ نبوت

ازاں بعد حقیقت کھلنے پر ۱۹۰۱ء سے نبی کی سابقہ تعریف میں تبدیلی کر دی۔ اس جدید تعریف نبوت کے تحت خاتم النبیین کے سابقہ مذکورہ منفی پہلو کے ساتھ اس کے افاضہ و تاثیر کے مثبت پہلو پر بھی زور دیتے رہے۔ اور اپنے آپ کو اس جدید تعریف نبوت کے تحت بارہا نبی و رسول قرار دیا۔ اور فرمایا کہ ہمارا دعوٰے ہے کہ ہم نبی و رسول ہیں۔ نیز لکھا کہ ہمارا دعوٰے نبی و رسول ہونے کا ہے۔ جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے۔ اور اپنی امتی نبوت کو بکثرت مدلل طور پر مختلف رنگوں میں ثابت کرتے رہے اور کبھی بھی یہ نہ فرمایا کہ میں ہرگز نبی نہیں صرف مجدد و محدث ہوں۔ ہاں سابقہ تعریف کی رو سے بیشک دعوٰے نبوت سے انکار فرماتے رہے

۱۹۰۱ء سے قبل نبی کی تعریف

آپ نے ۱۹۰۱ء سے قبل نبی کی تعریف کے دو پہلو بیان فرمائے تھے۔

(الف) "خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل ہو زبردست پیشگوئیاں ہوں مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کہلاتا ہے"

(حجۃ اللہ صفحہ ۲ ۱۸۹۷ء)

(ب) دوسرے پہلو کے متعلق فرمایا:-

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔"

(مکتوب ۷ اگست ۱۸۹۹ء)

پھر ان دونوں پہلوؤں کے متعلق یکجائی طور پر فرمایا:-

"جو غیب کی خبر خدا سے پا کر دے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں"

(اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۸ ۱۹۰۰ء)

اس تعریف کے تحت آپ نبی کے لئے شریعت جدیدہ لانا یا شریعت کے کسی جزو کا منسوخ کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ بعد میں آپ نے اس تعریف کے پہلے حصے کو تو قائم رکھا مگر دوسرے حصہ کو رد فرما دیا۔

تبدیلی تعریف نبوت کا ثبوت

اس بات کا ثبوت کہ آپ نے مذکورہ سابقہ تعریف نبوت میں تبدیلی کر دی تھی یہ ہے کہ آپ نے ۱۹۰۱ء میں دوسرے پہلو کو رد کر دیا اور صرف پہلے پہلو کو قائم رکھتے ہوئے فرمایا

"نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے ...... جس کے یہ معنی ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں"

(ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء)

غلطی کا سبب و نبی کی صحیح و حقیقی تعریف

اس کے متعلق فرمایا:-

"یہ تمام بدقسمتی [illegible] دھوکہ [illegible] نبی کے حقیقی [illegible] پر غور نہیں [illegible] نبی کے [illegible] راست بذریعہ [illegible] والا ہوا ور شرف مکالمہ [illegible] سے مشرف ہو [illegible] براہین احمدیہ حصہ پنجم"

سابقہ تعریف کے دوسرے پہلو کا ابطال

سابقہ تعریف کے دوسرے پہلو کو رد کرتے ہوئے فرمایا:-

"شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم صفحہ ۱۳۸)

نبوت کی صحیح و حقیقی تعریف کے متعلق مزید حوالجات

نئی تعریفِ نبوت میں آپؑ نے کبھی بھی سابقہ تعریف کے اس دوسرے پہلو و حصہ کو شامل نہیں فرمایا۔ کہ نبی وہ ہوتے ہیں جو کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکامِ شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ تعریف کے صرف پہلے پہلو ہی کو حقیقی تعریفِ نبوت قرار دیتے رہے۔ اس کے لئے مزید حوالجات ملاحظہ ہوں۔

فرمایا:-

"میرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی و بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے"

( )

فرمایا:-

"خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل ہو زبردست پیشگوئیاں ہوں مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کہلاتا ہے۔"

(الحکم ۶ مئی ۱۹۰۸ء)

پھر فرمایا:-

"جبکہ وہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر سب نبیوں کا اتفاق ہے۔"

(الوصیت صفحہ ۱۲ سنہ ۱۹۰۵ء)

نیز فرمایا:-

"مخاطبہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے"

(ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ)

مزید فرمایا:-

"اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کہ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہارِ غیب نہیں ہے۔ مگر نبوت کے معنی اظہارِ غیب ہے"

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۹۰۱ء)

ان جملہ حوالجات سے ظاہر ہے کہ آپ نے ۱۹۰۱ء سے قبل والی سابقہ تعریف میں تبدیلی فرمائی تھی۔ اور اس کے بعد کبھی بھی دوسرے پہلو کو نبوت کی تعریف میں شامل نہ فرمایا تھا بلکہ اسے رد کر دیا تھا۔

اس انکشاف کے ساتھ نبیوں کی ایک اور قسم بھی سامنے آگئی۔ اس لئے آپ ختم نبوت کے منفی پہلو کے ساتھ ختم کے معنی مہر یعنی تاثیر و افاضہ کے معنی لے کر اس کے مثبت پہلو پر بھی زور دیتے رہے اور اس کے مطابق اپنی نبوت کے دعوے کو بھی پیش فرماتے رہے اور اس بات کو واضح کرتے رہے کہ نبوت کی ان مذکورہ دو تعریفوں و معنوں میں سے متروک معنوں کی رو سے میں نبی نہیں ہاں صحیح حقیقی معنوں کی رو سے میں یقیناً نبی و رسول ہوں اس سے مجھے انکار نہیں

فریق لاہور کے معزز اراکین مذکورہ حقیقت کے باوجود بار بار یہی لکھتے جاتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے کبھی بھی تعریفِ نبوت میں تبدیلی نہیں فرمائی۔ اور نہ ہی کبھی نبوت کا دعویٰ فرمایا۔ بلکہ وہی اس سابقہ تعریف ہی کو قائم و دائم رکھا اور دعوائے نبوت سے بکلی انکار فرماتے رہے۔

مگر وہ ہمارے مذکورہ ثبوت کے رد میں ۱۹۰۱ء یا اس کے بعد والی حضور کی تحریرات سے آج تک یہ نہیں دکھا سکے کہ حضور نے تعریف کے دوسرے پہلو (یعنی نبی وہ ہوتا ہے جو نئی شریعت لائے یا بعض احکام شریعت کو منسوخ کرے اور براہِ راست ہو) کو بھی قائم رکھا ہو۔ اور نہ ہی وہ حضور کی تبدیلیٔ تعریفِ نبوت کے پیش ہونے والے ہمارے مذکورہ ثبوت کو ہی رد کر سکتے ہیں

ان کا ہمارے مطالبہ کے جواب میں تعریف کے پہلے پہلو کو پیش کر دینا اپنی شکست اور ہماری نبوت کی صحت اور تبدیلیٔ تعریف و دعوائے نبوت کا صاف اعتراف ہے۔

پچھتر روپے کا انعام ہمارا مطالبہ

فریق لاہور کے معزز اراکین سے ہمارا مطالبہ ہے کہ ۱۹۰۱ء یا اس کے بعد کی حضور کی تحریرات میں سے بیان کردہ تعریفِ نبوت کے دوسرے حصہ

پہلو کا ذکر رکھا ہو

اگر وہ یہ مطالبہ پورا نہ کر سکیں تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت اقدس نے تعریفِ نبوت میں تبدیلی ضرور کی تھی اور غیر ضروری حصہ کو ترک کر کے صحیح و حقیقی تعریف کا ذکر فرما دیا تھا جس کے بعد اپنی نبوت کو مدلل طور پر پیش فرماتے رہے

یہ تو رہا تبدیلیٔ تعریفِ نبوت کا ثبوت۔ آئندہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ پہلے کی طرح تبدیلیٔ عقیدہ کا ثبوت بھی پیش کریں گے

وباللہ التوفیق

صدر صاحبان و سیکرٹریان تبلیغ و تربیت توجہ فرمائیں

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے صدر صاحبان و سیکرٹریان تبلیغ و تربیت کی خدمت میں نظارت ہذا کی طرف سے فارم رپورٹ ہائے تبلیغ و تربیت بھجوائے جا رہے ہیں جملہ صدر صاحبان و سیکرٹریان سے توقع ہے کہ آپ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے نئے مالی سال سے پورے عزم و استقلال اور خلوص و انہماک سے پہلے سے زیادہ توجہ کے ساتھ خدمات اسلام کی بجا آوری میں مشغول ہوں گے۔

آپ اپنی ماہانہ تبلیغی و تربیتی مساعی سے مرکز کو بھی آگاہ کرتے رہیں۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ آپ ہر ماہ اپنی رپورٹیں باقاعدگی کے ساتھ مرسلہ فارموں پر بھجوایا کریں

اگر کسی جماعت میں سیکرٹری تبلیغ و تربیت مقرر نہ ہو تو اس عہدے کے لئے کسی مخلص دوست کا انتخاب کر کے مرکز سے منظوری حاصل کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر بہت بڑا فضل کر رکھا ہے کہ وہ خلافت کے سایہ میں دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ دنیا پر ظاہر کر رہی ہے۔ آپ بھی اپنی نمایاں خدمات سے آگے آئیں۔ اور سلسلہ کی بڑھ چڑھ کر خدمت کریں اور صف اول میں اپنا مقام پیدا کریں۔

ہما جملہ احباب سے پوری توقع رکھتا ہوں کہ وہ عہدیداران سے پورا تعاون کریں گے اور اپنی رپورٹیں ہر ماہ باقاعدہ نظارت ہذا کو بھجوایا کریں گے

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے آمین

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جلسہ ہائے یوم مسیح موعود

"متعدد جماعتوں میں کامیاب جلسے" کے زیر عنوان بدر کی گزشتہ اشاعت میں مختلف جماعتوں کی طرف سے موصول ہونے والی رپورٹوں کی تفصیل شائع کی جا چکی تھی کہ مندرجہ ذیل جماعتوں کی طرف سے اس سلسلہ میں رپورٹیں موصول ہوئیں۔ جنہیں عدم گنجائش کے باعث شریک اشاعت نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ ان جملہ جماعتوں کی نیک مساعی کو قبول فرمائے اور آئندہ بیش از بیش خدماتِ دینیہ بجا لانے کی توفیق بخشے۔ آمین

ایڈیٹر بدر

۱۔ سکندر آباد آندھرا۔ ۲۔ لجنہ اماء اللہ بنگلور ۳۔ لجنہ اماء اللہ شیموگہ میسور ۴۔ اودے پور کٹیا یوپی۔ ۵۔ کنانور۔ کیرلہ۔ ۶۔ بمبئی ۷۔ حیدر آباد آندھرا

شکریہ اور درخواستِ دعا

میرے والد سید کلیم الدین صاحب مرحوم کی وفات پر بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سندھ پاکستان کی طرف سے اظہار ہمدردی کے بہت سے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری والدہ کافی دنوں سے بعارضہ ہچکی سخت علیل ہیں۔ بزرگان سلسلہ و احباب کرام اور درویشان قادیان سے ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے

خاکسار نائب صدر جماعت احمدیہ سورو۔ اڑیسہ

درخواستِ دعا

مکرم سید یعقوب الرحمٰن صاحب اسسٹنٹ مینیجر F.C.I. بارپیڈا ضلع میور بھنج اڑیسہ کی ترقی کا معاملہ زیر غور ہے۔ نیز ان کے بڑے بیٹے عزیز محمد عزیز الرحمٰن نے میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ میں احباب جماعت سے مکرم سید صاحب کی ترقی اور ان کے بیٹے کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہوں۔ سید صاحب موصوف جماعتی امور میں دلچسپی لینے والے ہمارے مخلص بھائی ہیں

مرزا وسیم احمد قادیان

گلدستہ ——— جس کے چند پھول مرجھا گئے

از مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

کوئی مالی جتنا زیادہ تجربہ کار، جتنا زیادہ ماہر فن اور چابکدست ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ خوبصورت دلآویز اور باصرہ نواز گلدستہ تیار کرتا ہے وہ مختلف پھولوں کے متناسب اور متوازن رنگوں کو ملحوظ رکھ کر یوں مجتمع کرتا ہے کہ وہ ناظرین کی نگاہوں کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں

گلشن احمدیت کے اس دور کے عظیم مالی سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۴۷ء کے پرآشوب زمانہ میں جو گلدستہ تیار فرمایا وہ اپنی نظیر آپ ہے اور ہمارے اس بے نظیر آقا کا ایک زندہ جاوید شاہکار ہے۔ ہمارے اس محبوب محسن اعظم نے کن کن رنگوں اور خوشبوؤں کو ملحوظ رکھ کر اپنی دوربین روحانی نگاہوں سے ایک انتخاب فرمایا اور ۳۱۳ پھول ایک روحانی گلدستے میں منسلک اور خوبصورتی سے باندھ کر گلدستہ تیار فرمادیا یہ ایک حیرت انگیز امتزاج رنگ و بو تھا۔

دیکھئے نا! قدرت اس خوشنما پھول کو اس گلدستہ میں سجانے کے لئے کہاں سے لائی تھی۔ اس تاریخی سرزمین سے جو آج بھی احمدیت کے بیج کے لئے سنگلاخ ہے۔ لیکن ایک اور نقطۂ نظر سے قدرت نے اسے ایک امتیاز بھی بخشا ہے۔ یوں تو احمدیت نام ہی متواتر اور مسلسل قربانیوں کا ہے۔ لیکن سرزمین کابل کے فرزندان احمدیت بالخصوص حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ نے جو قربانی اپنی زبردست قوت ایمانی کے بل پر دی وہ بے مثال بھی ہے اور زندہ جاوید بھی۔ ہمارے بزرگ درویش بھائی مکرم عبد الاحد خاں صاحب مرحوم بھی سرزمین کابل (افغانستان) کے رہنے والے تھے جہاں فرزندان احمدیت کی وفا کا سخت ترین امتحان لیا گیا تھا اور اپنی جانوں کی قربانی دے کر انہوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خوشنودی اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی تھی۔ اور اپنی قوت ایمانی اور ثابت قدمی سے ثابت کر گئے کہ صدق و وفا ہی ایثار کا وہ جذبہ ہے جس کی تپش پر قومیں فخر کیا کرتی ہیں۔

قسط نمبر

عبد الاحد خاں صاحب مرحوم ۱۱ سال کی عمر میں اپنے گاؤں کتا خیل سے (جو کابل سے نو دس میل کے فاصلہ پر ہے) خلافت اولیٰ کے زمانہ میں (۱۹۰۹ء میں) قادیان آئے۔ اور مہمانخانہ کے ایک کمرہ میں مقیم ہوئے۔ اور تادم واپسیں مہمانخانہ میں ہی مقیم رہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک مومن اس ناپائیدار دنیا میں یوں زندگی گزارتا ہے جیسے سرائے میں کوئی مسافر شب بسری کے لئے ٹھہر جائے خانصاحب نے گویا معنوی رنگ میں اس پر عمل کیا۔

خانصاحب تعلیم یافتہ نہ تھے مگر قادیان کی مسلسل رہائش اور علمی صحبتوں کی بدولت پڑھنا سیکھ لیا تھا۔

آپ ساری عمر سیدنا حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بطور باڈی گارڈ خدمات بجالاتے رہے۔ اپنے مخصوص افغانی لباس میں حضور رضی اللہ عنہ کے ہمراہ قریباً دوڑنے کے انداز میں چلا کرتے۔ اور اس حالت میں حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ دلی پرخلوص محبت کا جذبہ ان کے چہرے پر عیاں ہوتا تھا۔ یوں تو مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سارے مقدس خاندان کے ساتھ محبت تھی لیکن حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ محبت عقیدت خلوص اور فدائیت کا رنگ بالکل نرالا تھا۔ ملک کی تقسیم کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کی جدائی میں اداس رہتے۔

مرحوم کا ایک قابل ذکر کارنامہ یہ ہے کہ جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے کتاب "دعوۃ الامیر" لکھی اور اس کا فارسی ترجمہ بھی شائع ہوا تو شاہ افغانستان کو فارسی نسخہ بھیجنے کے لئے مرحوم کابل گئے تھے اور جناب محمود طرزی صاحب وزیر خارجہ افغانستان کے ذریعہ وہ کتاب شاہ افغانستان کو پہنچائی۔

مرحوم خاں صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم فارسی کلام سے عشق تھا۔ مہمانخانہ کے صحن میں چارپائی پر بیٹھے بلند آواز میں تلاوت قرآن کریم کیا کرتے یا اپنی مخصوص افغانی طرز کے ساتھ حضور کے فارسی اشعار پڑھا کرتے۔

مرحوم بہت سادہ طبع اور درویش صفت تھے اور دور درویشی میں تو ان کی درویشی دوبالا ہو گئی تھی۔

آپ کی شادی بڑھاپے کی عمر میں ہوئی لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی۔ آخری عمر میں بینائی سے بھی محروم ہو گئے تھے۔ اور چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو گئے تھے۔

قریباً ستر سال کی عمر میں ہمارے اس درویش بھائی نے ۲ر اگست ۱۹۶۸ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ ۹ میں دفن ہوئے۔

مرحوم کے والد صاحب کا نام مکرم شیخ محمد صاحب تھا۔ قد میانہ اور

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔

ہمارے ایک اور بزرگ درویش بھائی بابا محمد الدین صاحب تھے۔ ابتدائے درویشی ہی سے وہ کافی معمر تھے اور دنوں مہینوں اور سالوں کے بوجھ نے ان کی کمر کو خمیدہ کر رکھا تھا لیکن اس ضعف پیری اور خمیدگی کمر کے باوجود وہ اس قدر باہمت واقع ہوئے تھے کہ درویشی کے ۲۱ سالہ طویل درویشی دور میں اپنے ہاتھ سے اپنا سارا کام کرتے رہے۔ اور اپنی روزی خود کماتے رہے۔ ایسا تو مشینی دور نے قوائے انسانی کو مضمحل اور بیکار کر کے رکھ دیا ہے اور لوگ بہت زیادہ آرام طلب ہو چکے ہیں لیکن پرانے زمانہ کے لوگوں کے جسم ہی مشینوں کا سا کام کرتے تھے۔ انہی میں سے ایک بابا صاحب بھی تھے۔ آپ کو بھینسیں پالنے کا شوق تھا۔ چنانچہ اپنی ساری درویشی میں بھینسیں پالنے کا شوق اور شغل جاری رکھا۔ دن بھر کھرپا ہاتھ میں لئے بہشتی مقبرہ کی کسی سڑک پر گھاس کھودتے نظر آیا کرتے یہی وہ سخت قسم کی محنت اور ورزش تھی جو بڑھاپے کے باوجود ان کی صحت کی ضامن بنی رہی۔ اور ایک غیور انسان کی طرح انہیں کسی کا محتاج نہ ہونے دیا چونکہ باہمت انسان تھے اس لئے قدرت نے پسند نہ کیا کہ یہ جوان ہمت بوڑھا کسی مرض میں مبتلا ہو کر چارپائی پر پڑ جائے اور کھانے پانی کے کسی کا محتاج ہو جائے چنانچہ ۱۸ر اگست ۱۹۶۸ء کی ایک دوپہر کو ان کی وفات اس شان سے واقع ہوئی کہ جھلستی دوپہر میں گھاس کھود کر واپس آئے اور اپنے کوارٹر کی ڈیوڑھی میں اسی گھاس کی گٹھڑی سے ٹیک لگا کر نیم دراز ہو گئے۔ اور اسی حالت میں ان کی روح قفس عنصری سے آزاد ہو کر اپنے مولا کے ہاں پہنچ گئی۔

دنیا کمانا تو اپنے ہاتھ سے کماتے ہی تھے لیکن ہمت کی انتہا یہ تھی کہ اپنے رہائشی مکان میں ہر قسم کی تعمیر کا کام بھی اکیلے اور اپنے ہاتھ سے کر لیتے تھے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ابھی دو سال قبل کی بات ہے کہ اپنی ضعیفی اور خمیدہ کمر کے باوجود اپنی ڈیوڑھی کی چھت خود اتاری اور خود ہی گارا وغیرہ بنا کر خود ٹائلیں چھت پر پہنچائیں اور یوں ہمت مرداں مدد خدا کا مظاہرہ کیا باباجی کی جنون آسا ہمت انہیں ہر وقت متحرک رکھتی تھی۔

باباجی مرحوم بہت سادہ طبع اور خاموش طبع درویش تھے۔ بڑے ہی صبر اور سکون کے ساتھ درویشی کے دور کو گزارا۔

سفید ریش باباجی منحنی قد و قامت اور سرخ و سپید رنگت رکھتے تھے مرحوم کے والد کا نام بھولا تھا۔ ان کا اصل وطن موضع ضلع گوجرانوالہ (مغربی پاکستان) تھا۔ وفات کے وقت عمر قریباً ۸۵ سال تھی۔ آپ موصی تھے اس لئے آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ کے قطعہ ۹ میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت فرمائے۔

---

۱۵ مئی تک

دفتر ہذا کی طرف سے ۱۳۴۸ ہش یعنی ۶۹-۱۹۶۸ء کی آمد معلوم کرنے کے لئے فارم اصل آمد تمام جماعتوں کو بھجوائے جا چکے ہیں۔ موصی صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے صدر صاحبان یا سیکرٹری مال سے اپنا فارم حاصل کر کے اور اس کی خانہ پری کر کے ۱۵ مئی تک دفتر ہذا کو ارسال فرمادیں

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

حیدرآباد دکن میں ایک کامیاب جلسہ

رپورٹ مرسلہ مکرم محمد صادق صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ حیدرآباد (آندھرا)

مبلغین کرام کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۱۰ اور ۱۲ امان ۱۳۴۸ ہش کو یادگیر کے جلسوں کے بعد مورخہ ۲۲ امان کو حیدرآباد میں بھی ایک جلسہ منعقد کیا جانا طے ہوا۔

چنانچہ جلسہ کے لئے محلہ چیلہ پلی میں مکرم سیٹھ محمد اسماعیل صاحب کے مکان کے سامنے وسیع میدان میں جگہ منتخب کی گئی مقامی اخبارات میں اعلان کیا گیا۔ اور کثیر تعداد میں ہینڈ بل شائع کئے گئے اور زیادہ تر ان کو بلیٹی پلی ایریا میں تقسیم کیا گیا۔ اس محلہ میں یا اس کے آس پاس جماعت اسلامی یا تبلیغی جماعت کا زیادہ اثر ہے۔ اسی لئے خیال یہ تھا کہ یا تو یہ جلسہ کامیاب ہو جائیگا یا پھر اس کو ناکام کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ بہرکیف محض خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے پورے زور شور سے انتظامات کئے گئے۔ محلہ کے سربرآوردہ غیر احمدی احباب کی خدمت میں دعوت نامے بھجوائے گئے۔ جلسہ گاہ میں شامیانے نصب کئے گئے۔ چاروں طرف بہترین جھنڈیاں اور ٹیوب لائیٹس سے جلسہ گاہ کو آراستہ کیا گیا۔ شامیانے کے سامنے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور شامیانے کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار بینر پر نصب کئے گئے۔

ٹھیک ۸ بجے شب پروگرام کے مطابق جلسہ شروع ہونا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ شروع ہونے سے قبل کافی تعداد میں غیر احمدی احباب جمع ہو گئے۔ جلسہ گاہ کھچا کھچ بھر گئی اور بہت سے لوگ راستوں پر کھڑے سنتے رہے۔ عشاء کی نماز کے بعد آٹھ بج کر ۱۵ منٹ پر جلسہ کی کارروائی محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کی صدارت میں شروع ہوئی۔

مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ بمبئی نے تلاوت فرمائی مکرم محمد ظہیر الدین صاحب نے سلام بحضور خیر الانام

بدرگاہ ذیشان عالی مقام

خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولوی سراج الحق صاحب مبلغ سلسلہ نے جلسہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ جماعت احمدیہ کوئی سیاسی یا دنیاوی جماعت نہیں۔ ہمارے جلسے خالصتاً دینی اور روحانی ہوتے ہیں۔ جو تقاریر آج کے جلسہ میں ہوں گی وہ اسلامی تعلیمات پر ہی مرکوز ہوں گی۔

اس جلسہ کی پہلی تقریر مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مبلغ بنگلور نے "سیرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم" کے موضوع پر فرمائی۔ آپ نے آیت یٰٓاَیُّہَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْہَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا کی تلاوت کی اور فرمایا کہ تمہارے پاس خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسے شخص کو مبعوث کیا گیا جو بنفس نفیس ایک برہان ہے۔ آپ کا وجود خود آپ کی صداقت کا ایک عظیم نشان اور دلیل ہے۔ موصوف نے سراج منیر کی تشریح کرتے ہوئے بتلایا کہ کس طرح فیضان محمدؐ جاری ہے اور جاری رہے گا۔ آخر میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو عشق نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے تھا اس کو تفصیل کے ساتھ پیش کیا۔

دوسری تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ دہلی نے فرمائی آپ کی تقریر کا عنوان تھا "حالات حاضرہ اور رونما ہونے والے واقعات آیات سے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات"

آپ نے یاجوج و ماجوج کا ظہور اور اس کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے سورۃ تکویر میں بیان کردہ علامات پر تفصیلی رنگ میں بحث کرتے ہوئے سائنس کی موجودہ ایجادات اور ان ایجادات کے ہماری زندگیوں پر اثرات کو قرآن مجید کی روشنی میں نہایت دلچسپ انداز میں پیش فرمایا۔ اور بتایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی بیان فرمودہ یہ تمام پیشگوئیاں کس شان سے پوری ہو رہی ہیں۔ آخر میں آپ نے جماعت احمدیہ کی ترقیات کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں بیان فرمائیں۔ آپ کی تقریر دلچسپ ہونے کے ساتھ معلومات افزا بھی تھی۔ تمام سامعین نے نہایت انہماک سے تقریر کو سنا

اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے فرمائی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا

"دنیا کے موجودہ مسائل کا حل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں"

آپ نے فرمایا کہ آج قیام امن سے متعلق بے شمار منصوبے تیار کئے جا رہے ہیں لیکن بنظر غائر ان باتوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح رنگ میں ثابت ہو جاتی ہے کہ جو لوگ امن امن پکارتے ہیں وہی لوگ اپنے عمل اور کردار سے کوشش کرتے ہیں کہ دنیا کا امن برباد ہو جائے۔ آپ نے اسلامی تاریخ کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کس طرح مختصر سے عرصہ میں ایک روحانی تغیر اور ایک روحانی انقلاب برپا فرمایا جس سے سارے جھگڑے، ساری خرابیاں۔ عداوت بغض کینہ اور نسلی امتیازات یکسر مٹ گئے۔

اس کے بعد آپ نے رب العالمین اور رحمۃ للعالمین کی لفظی اور معنوی تشریح کرتے ہوئے ثابت کیا کہ قومی یکجہتی کا صحیح تصور صرف اسلام نے پیش کیا ہے۔ اور اس کے ثبوت میں تاریخ اسلام کا ایک ایک ورق شاہد ہے ہندوستان میں قومی یکجہتی اور امن اسی صورت میں قائم ہو سکتا ہے کہ تمام اقوام اور اہل مذاہب کو مذہبی آزادی دی جائے۔ پیشوایان مذاہب اور عبادت گاہوں کے احترام کا جذبہ پیدا کیا جائے۔

اس جلسہ میں آندھرا پردیش کانگریس کمیٹی کے جنرل سیکرٹری شری جناردھن ریڈی کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ موصوف نے ہماری دعوت کو قبول کیا اور جلسہ میں شرکت فرمائی اور جلسہ کی کارروائی کو شروع سے آخر تک سماعت فرمایا۔ گو آپ کا نام تقریری پروگرام میں نہیں تھا تاہم موصوف کی خواہش پر آخر میں موقع دیا گیا۔ آپ نے کہا کہ مجھ سے قبل آپ لوگ عالمانہ اور مدلل تقاریر سن چکے ہیں۔ میں کوئی عالمانہ تقریر نہیں کر سکتا۔ البتہ میں یہ ضرور کہوں گا کہ اگر انسان امن کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ مذہب کو اپنائے۔ جب تک کسی انسان پر مذہب حاوی نہیں ہوتا وہ سچا انسان کہلانے کا مستحق نہیں۔ معمولی معمولی باتوں کی آڑ لے کر کوئی فساد برپا کرنا چاہے تو اس کا ذمہ دار مذہب نہیں بلکہ مذہب کا غلط استعمال ہے۔ مذہبی آزادی ہر شہری کو حاصل ہونی چاہیئے۔ جس ملک میں یہ آزادی نہیں وہ ملک امن پسند ملک نہیں کہلا سکتا۔ آج ہم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں کہ اس وقت اتحاد و اتفاق کی شدید ضرورت ہے۔ اقلیت اور اکثریت کے احساس کو مٹانا چاہیئے۔ اکثریت سے میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ اقلیت کو اپنا سمجھیں۔ اور اقلیت کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو علیحدہ وجود نہ سمجھیں۔ آخر میں آپ نے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا

اس کے بعد مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب بی ایس سی نائب امیر نے مقررین، معزز مہمانوں اور سامعین کا شکریہ ادا کیا

آخر میں محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت و صدر جلسہ نے صدارتی تقریر فرمائی۔ سب سے پہلے آپ نے جماعت کا تعارف کروایا۔ جماعت احمدیہ کے عقاید بیان کئے۔ جماعت کے تعلق سے عوام میں جو غلط فہمیاں پیدا کی گئی ہیں ان کی تردید کی اور تحریک فرمائی کہ غیر احمدی احباب ہماری جماعت کا لٹریچر پڑھیں اور ذاتی معلومات حاصل کر کے تحقیق کریں کہ آیا جو باتیں بیان کی جاتی ہیں وہ واقعی صحیح ہیں۔ اور پھر قرآن کریم اور حدیث شریف سے اس کی تصدیق کریں۔ صدارتی تقریر کے بعد محترم موصوف نے دعا کروائی اور جلسہ بخیر و خوبی برخاست ہوا۔

آخر میں ہم تمام خدام کے شکر گزار ہیں جنہوں نے جلسہ کو کامیاب بنانے میں پورا پورا تعاون فرمایا۔ ساتھ ہی مکرم سیٹھ محمد اسماعیل صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے جلسہ کو کامیاب بنانے میں کافی دلچسپی لی۔ اور مقامی معززین کو مدعو کیا۔

اس موقعہ پر پریس رپورٹرز کو بھی مدعو کیا گیا تھا جلسہ کی ساری کارروائی انہوں نے نوٹ کی اور دوسرے دن کے تمام اخبارات میں جلسہ کی روداد شائع ہوئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری ان مساعی کو کامیاب فرمائے۔ آمین

اڑیسہ میں جماعت احمدیہ کیرنگ کا پانچواں جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ کیرنگ ۵ سال سے اپنا جلسہ سالانہ منایا کرتی ہے اور اس کے بعد تعلیم القرآن کلاس بھی جاری کیا کرتی ہے۔ اس سال یہ جلسہ مورخہ ۳-۴ ہجرت (مئی) ۱۳۴۸ ہش کو ہو رہا ہے۔ کیرنگ کی جماعت گو دیہات کی جماعت ہے لیکن خدا کے فضل سے اپنی تعداد کے لحاظ سے ہندوستان میں سب سے بڑی جماعت ہے اور اچھا کام کر رہی ہے۔ اس سال مجھ سے پھر جماعت نے خواہش کی ہے کہ میں ان کے جلسہ سالانہ میں شرکت کروں چنانچہ میں انشاء اللہ اس جلسہ میں شرکت کروں گا جماعت نے یہ بھی خواہش کی ہے کہ جہاں تک ہو سکے ہندوستان بھر کی جماعتوں کے دوست وقت نکال کر اس جلسہ میں شرکت فرمائیں۔ خصوصیت سے صوبہ اڑیسہ کی جماعتوں کے احباب۔ قیام و طعام کا انتظام مقامی جماعت کے ذمہ ہوگا۔ سو میں تحریک کرتا ہوں کہ دوست زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس جلسہ میں شریک ہو کر اس کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں

مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

امتحان کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی"

امسال نظارت ہذا نے امتحان کتب سلسلہ کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کو بطور نصاب مقرر کیا ہے۔ یہ کتاب بہت بڑے علمی ذخیرے کی حیثیت رکھتی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تصنیف کو اس جہت سے بھی بہت بڑی اہمیت حاصل ہے کہ اس مضمون کے پبلک میں آنے سے قبل ہی خدا تعالیٰ نے الہاماً اس کی مقبولیتِ عامہ کے بارے میں اپنے ان مقدس الفاظ میں بشارت دے دی تھی کہ:

"یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا"

سو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق اس مضمون کو تمام مضامین پر غلبہ عطا فرمایا۔ یہ مضمون مذاہب عالم کے عظیم الشان اجتماع منعقدہ ۲۶-۲۷-۲۸-۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء بمقام لاہور پڑھا گیا۔ اور اس وقت کے مشہور اخبارات نے کالموں کے کالم اس کی تعریف و توصیف میں لکھے۔

چونکہ یہ کتاب باریک در باریک علمی معارف پر مشتمل ہے اس لئے امسال صرف پہلے سوال تک کا امتحان لیا جائے گا جو کتاب ہذا کے صفحہ ۱۱۹ کے ان الفاظ پر ختم ہوتا ہے ـــ "ہاں وہ چیزیں دوسرے عالم میں جسمانی شکل پر نظر آئیں گی۔ مگر اس جسمانی عالم سے نہیں ہوں گی"

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے استدعا ہے کہ وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اور زیادہ سے زیادہ اس علمی معجزہ کے ذریعہ نیا ایمان اور نیا نور اپنے اندر پیدا کریں۔ یہ کتاب نظارت ہذا سے مبلغ ایک روپیہ میں مل سکتی ہے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔ کتاب کا سرورق خوبصورت آرٹ پیپر پر چھپوایا گیا ہے۔

اُمید ہے کہ جملہ احباب جماعت ابھی سے کتاب منگوا کر امتحان کی تیاری شروع کر دیں گے۔ یہ امتحان ۲۶ ر اخاء ۱۳۴۸ ہش مطابق ۲۶ ر اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز اتوار ہوگا۔ جماعتیں نوٹ فرمالیں اور ابھی سے امتحان میں شامل ہونے والوں کی مکمل فہرست سے اطلاع دیں۔ یاد رکھیں کہ فہرست تیار کرتے وقت امیدوار کا نام، ولدیت یا زوجیت سکونت، ڈاکخانہ، ضلع اور صوبہ وغیرہ تفاصیل کا اندراج نہایت ضروری ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

تبلیغ اسلام کا فریضہ اور مسلمان ـــ بقیہ صفحہ ۲

ہے کہ بالآخر دنیا اس حقیقت کو پہچان لے گی۔ مگر خوش قسمت ہے وہ انسان جو حق کا ساتھ دیتا اور نصرت الٰہی کو حاصل کرنے کے لئے منصورین من اللہ افراد میں شامل ہو جانے کی کوشش کرتا ہے۔ کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت نہیں ہے

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا!
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا
وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اَیَّدَہُ اللّٰہُ الْعَزِیْز بِنَصْرِہٖ کا ارشاد ہے کہ

فضلِ عمر فاؤنڈیشن فنڈ کے وعدوں کی ادائیگی کی آخری میعاد ماہ جون مطابق احسان کو ختم ہو جائے گی۔ لہٰذا جن دوستوں نے تاحال اپنے وعدوں کی مکمل ادائیگی نہیں کی وہ جلد از جلد توجہ کریں۔ اور میعاد کی آخری تاریخ کا انتظار نہ کریں ـــ ناظر بیت المال (آمد) قادیان

چندہ اخبار ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہِ ہجرت ۱۳۴۸ ہش (مئی ۱۹۶۹ء) میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ اُن کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ آٹھ روپے بھجوا کر ممنون فرماویں تاکہ اُن کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اگر اُن کی طرف سے چندہ موصول نہ ہوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد اُن کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔

امید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیشِ نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کر کے ممنون فرماویں گے۔ ان احباب کو بذریعہ خط بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔

مینجر اخبار بدر قادیان

نمبر خریدار	اسماء خریداران	نمبر خریدار	اسماء خریداران
۱۰۲۲	مکرم حافظ محمد یاسین صاحب	۱۳۳۶	مکرم محمد یوسف صاحب
۱۰۶۸	" سردار کوڑا خان صاحب	۱۴۹۱	" انیس الرحمان خان صاحب
۱۰۶۹	" مرزا اطہر بیگ صاحب	۱۵۰۳	" سید نصرت از حسین صاحب
۱۰۹۲	" نور الدین الدین ابراہیم صاحب	۱۵۸۸	" سید بشیر الدین احمد صاحب
۱۱۲۱	" محمد شریف الدین صاحب	۱۶۰۰	" سید یعقوب الرحمن صاحب
۱۱۲۲	" عبد الحلیم صاحب صراف	۱۶۴۹	" سید محمد شاہ صاحب سیفی
۱۱۳۴	" بابو تاج دین صاحب	۱۶۸۲	" منظر الاسلام صاحب
۱۱۳۹	" محمد ابراہیم صاحب زمیندار	۱۶۸۷	" قاضی حبیب اللہ صاحب
۱۱۴۵	" سید ابو صالح صاحب	۱۷۰۳	" قریشی عبد السلام صاحب
۱۱۶۱	" محمد نسیم خان صاحب	۱۸۳۸	" سردار عبد الرشید صاحب
۱۱۶۹	" سید شمس الدین احمد صاحب	۱۸۳۹	" مسعود محمود رشید صاحب
۱۱۸۱	" عبد الخالق صاحب بٹ	۱۸۴۰	" جلیل الرحمن صاحب
۱۱۸۳	" مرزا احمد اللہ بیگ صاحب	۱۹۲۳	" بسندگی صاحب مدرگی
۱۲۷۳	" محمد بشیر خان صاحب		ـــ بقیہ ـــ

آنکھیں بڑی نعمت ہیں

موجودہ فیشن پرستی نے سرمہ لگانے کا رواج تقریباً بالکل ختم کر دیا ہے۔ جس کا نتیجہ ہے کہ آج کیا بچے اور کیا جوان ہر ایک کی آنکھ چشمہ کی مرہونِ منت ہے۔ قوم کا یہی پود جب بڑھاپا کی عمر کو پہنچے گی تو نامعلوم کتنوں کو خدانخواستہ بینائی جیسی عظیم نعمت سے ہاتھ دھونے پڑ جائیں گے۔ اور مجبوراً دوسروں کا محتاج ہونا پڑے گا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی بینائی ہمیشہ محفوظ رہے تو قدرت کے اس بیش قیمت عطیہ کی قدر کیجئے۔ یاد رکھئے کہ "سُرمہ درویش" اور "درویش کاجل" آپ کی بینائی کی حفاظت کے ضامن ہیں۔ جن کا روزمرہ استعمال آپ کی آنکھوں کو ککرے، دھند، جالا، خارش، سُرخی، پانی بہنا، اور کمزوری نظر جیسی موذی امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ اسی طرح ہماری دیگر مصنوعات مثلاً:— "درویش امرت" پیٹ کی جملہ امراض کے لئے گھریلو ڈاکٹر کا کام دیتا ہے ـــ "درویش منجن" دانتوں کی جملہ بیماریوں کے لئے ازحد مفید ہے۔ "درویش بام" ہر قسم کے دردوں اور سردی لگنے کی صورت میں اس کی مالش آپ کو فوری اور یقینی آرام پہنچائے گا۔ "درویش چورن" پیٹ درد اور معدے کی جملہ تکالیف میں چائے کے ہمراہ ایک تولہ چورن کا استعمال بے حد مفید ثابت ہوگا۔ "درویش سینٹ" اس کی بھینی بھینی خوشبو ہر وقت آپ کے دماغ کو معطر رکھے گی۔ یاد رکھئے کہ ہماری جملہ ادویات حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے مجرب نسخہ جات پر مبنی ہیں۔ ہر دوائی کی قیمت صرف ایک روپیہ۔

ہر پیکٹ میں ترکیب استعمال ہمراہ۔ سالانہ مفت۔ ملنے کا پتہ:

دواخانہ درویش رجسٹرڈ قادیان (پنجاب)

وقفِ جدید کے چندہ میں گھر کا ہر فرد شامل ہو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے واضح ہے کہ وقفِ جدید کا چندہ جیسے بالغ احباب پر واجب ہے ویسے ہی اطفال پر بھی واجب ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کی شرح اتنی قلیل رکھی گئی ہے کہ گھر کا ہر فرد بغیر کسی جھجک کے اس میں شامل ہو سکتا ہے۔ جہاں تک بالغ افراد کا تعلق ہے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا :-

"مَیں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جلد اس وقف کی طرف توجہ کرے۔ اور اپنے آپ کو ثواب کا مستحق بنائے۔ یہ مفت کا ثواب ہے جو انہیں مل رہا ہے" (۱۱ر جنوری ۱۹۵۸ء)

اطفال کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

"اگر آپ کے دل میں یہ احساس ہو کہ کہیں ہمارے بچوں کو بخل کی عادت نہ پڑ جائے اور اس عادت میں وہ پختہ نہ ہو جائیں تو مہینہ میں ایک اٹھنّی یہ ایسی چیز نہیں جو بوجھ معلوم ہو۔"

خلفائے سلسلہ کے ان تاکیدی ارشادات سے واضح ہے کہ وقفِ جدید کی تحریک کتنی اہم ہے۔ اور اس میں حصہ لینا کس قدر ضروری ہے۔ پس احباب کو چاہیئے کہ وہ خود بھی اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے بھی اس میں حصہ لیں۔

جن جماعتوں نے ابھی تک وعدے اپنی جماعت کے ارسال نہیں کئے ہیں وہ فوری توجہ فرماویں۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

ہزایکسیلنسی سفیر سعودی عرب کی خدمت میں

جماعت احمدیہ کی طرف سے قرآن مجید کا بیش قیمت تحفہ

ہز ایکسیلنسی انس یوسف یٰسین سفیر سعودی عربیہ برائے ہندوستان کی حیدرآباد میں تشریف آوری کے موقع پر انڈو عرب ایسوسی ایشن کی جانب سے بتاریخ ۶ر اپریل ۱۹۶۹ء ایک خیر مقدمی تقریب منعقد کی گئی تھی۔ اس موقعہ پر جماعت احمدیہ حیدرآباد کے ایک بزرگ مکرم احمد حسین صاحب قائد جماعت کو مدعو کیا گیا تھا۔ آپ نے جماعت کی جانب سے نمائندگی کرتے ہوئے اس تقریب میں شرکت فرمائی۔ اس تقریب میں حیدرآباد کے ممتاز شہریوں کی کثیر تعداد بلا امتیاز مذہب و ملت شریک تھی۔ آپ نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ارادہ کر لیا تھا کہ سفیر موصوف کو قرآن مجید انگریزی اور جماعت سے متعلق مختلف لٹریچر تحفۃً دیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ نے قرآن مجید انگریزی کا ایک نسخہ اور دیگر انگریزی کتب کا ایک خوبصورت پیکٹ آنریبل سفیر سعودی عربیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آنریبل موصوف نے اس تحفے کو شکریہ کے ساتھ قبول فرمایا۔

دوسرے دن مقامی اخبارات میں اس خبر کو نمایاں طور پر شائع کیا گیا۔

فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے اور بہتوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے آمین۔

خاکسار: محمد صادق سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ حیدرآباد (آندھرا)

اخراج از جماعت و مقاطعہ

جملہ احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سید انفدار اللہ صاحب مسلم سابق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سونگھڑہ کو جماعت احمدیہ سونگھڑہ کے چندہ جات کی خطیر رقم خُرد بُرد کر لینے کے باعث بمنظوری سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اخراج از جماعت و مقاطعہ کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ان کے بارے میں مرکز کے اس فیصلہ کی پوری طرح پابندی کریں۔

ناظر امور عامہ قادیان

ولادت

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو بتاریخ ۷ر شہادت (اپریل) ۱۳۴۸ ہش چوتھی لڑکی عطا فرمائی ہے نومولودہ کی صحت و سلامتی اور ایمان دار لمبی عمر پانے کے لئے درخواست دعا ہے۔

خاکسار معین الدین پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ محبوب نگر (آندھرا پردیش)

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ ملاحظہ فرمائیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane CALCUTTA-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" ٹیلیفون نمبر 23—1652 23—5222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینئرنگ کیمیکل انڈسٹریز مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

گلوب ربر انڈسٹریز

آفس و فیکٹری
۱۰- پربھو رام سرکار لین کلکتہ ۱۵
ٹیلیفون نمبر ۳۲۷۲ — ۴۴

تار کا پتہ
گلوب ایکسپورٹ

شو روم
۱۰/۳۱ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۱
ٹیلیفون نمبر ۲۰۱ ۔ ۳۴

درخواست دُعا

خاکسار کے برادر نسبتی مکرم محمد محسن صاحب آف شاہجہانپور عرصہ سے ٹی۔ بی میں مبتلا ہیں۔ درمیان میں کافی افاقہ ہو گیا تھا۔ مگر اب مرض پھر شدت اختیار کر گیا ہے۔ بزرگان سلسلہ اور جملہ احباب جماعت سے ان کی کامل شفایابی کے لئے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔

خاکسار
محمد ابراہیم غالب درویش قادیان